الجامعۃ الاشرفیہ کا دینی و علمی ترجمان

نومبر 2026

ماہ نامہ

اشرفیہ

مبارک پور

تحریک دعوت انسانیت کے

دو روزہ

فقہی سیمینار

کی تفصیلات پر مشتمل

خصوصی شمارہ

- علاج و معالجہ میں مروج کمیشن کا شرعی حکم
- عصری تعلیم کے لیے بینکوں سے قرض لینے کا حکم
- جنرل و ہیلتھ انشورنس کا شرعی حکم

مہتاب پیامی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیاد گار: حضور حافظ ملت علامہ شاہ الحاج عبد العزیز قدس سرہٗ، بانی الجامعۃ الاشرفیہ

زیر سرپرستی: عزیز ملت حضرت علامہ شاہ **عبد الحفیظ عزیزی**، سربراہِ اعلیٰ الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور

الجامعۃ الاشرفیہ کا دینی و علمی ترجمان

ماہنامہ

اشرفیہ

مبارک پور

خصوصی شمارہ - تحریک دعوت انسانیت کا دو روزہ فقہی سیمینار

جلد نمبر: 51 شمارہ نمبر: 11 | نومبر 2026ء | جمادی الآخرہ 1448ھ

مجلس ادارت

مہتاب پیامی
9235647041

منیجر
محمد محبوب عزیزی

مجلس مشاورت

مولانا محمد احمد مصباحی
مفتی محمد نظام الدین رضوی
مولانا محمد ادریس بستوی
مفتی بدر عالم مصباحی
مولانا محمد عبد المبین نعمانی

زر تعاون بھیجنے کے لیے اسے اسکین کریں۔

Account Detail:
Ashrafia Monthly
A/c No. 3672174629
Central Bank of India
Branch Mubarakpur, IFSC-CBIN0284532

رقم جمع کرنے کے بعد آفس کے نمبر پر فون کریں
یا بذریعہ ڈاک مطلع کریں۔ (منیجر)

دفتر ماہ نامہ اشرفیہ، مبارک پور، ضلع اعظم گڑھ یوپی۔ ۲۷۶۴۰۴
Office The Ashrafia Monthly,
Mubarakpur, Distt. Azamgarh, U.P.-276404

(رابطہ نمبر منیجر) +91 9935162520

قیمت عام شمارہ ₹ 30
زر سالانہ (سادہ ڈاک) ₹ 300
زر سالانہ (رجسٹری) ₹ 600

ماہنامہ اشرفیہ الجامعۃ الاشرفیہ کی ویب سائٹ پر بھی پڑھ سکتے ہیں
http://www.aljamiatulashrafia.org
ashrafiamonthly@gmail.com
payamee@gmail.com

سری لنکا، بنگلہ دیش، پاکستان (سالانہ) ₹ 750
دیگر بیرونی ممالک۔ ڈالر $ 25
دیگر بیرونی ممالک۔ پونڈ £ 20

مولانا محمد ادریس بستوی نے فیضی کمپیوٹرز آفس گورکھپور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور سے شائع کیا

مشمولات

اداریـــــــــہ

❁❁❁ عہدِ حاضر کے فقہی چیلنجز اور اہلِ افتا کا متفقہ لائحۂ عمل	مہتاب پیامی	5

عـــــرض حـــال

❁❁❁ آستانۂ رفیقیہ پر دبستانِ فقہ کی بہاریں	مفتی محمد ساجد رضا مصباحی	11

خـــطبـــــات

❁❁❁ خطبۂ صدارت	حضرت علامہ محمد احمد مصباحی	18
❁❁❁ خطبۂ صدارت	سراج الفقہا مفتی محمد نظام الدین رضوی	19
❁❁❁ خطبۂ استقبالیہ	حضرت مفتی محمد انفاس الحسن چشتی	26

اصحـاب مقالات

❁❁❁ اصحاب مقالات و شرکاے سیمینار	مفتی غلام محبوب سبحانی چشتی ازہری	31

تلـــخیصـــــات

❁❁❁ علاج و معالجہ میں مروج کمیشن کا حکم	مولانا ساجد علی مصباحی	34
❁❁❁ عصری تعلیم کے لیے بینکوں سے قرض لینے کا حکم	مولانا محمد صدر الوریٰ قادری	46

فیـــــصلے

❁❁❁ فقہی سیمینار کے فیصلے	سراج الفقہا مفتی محمد نظام الدین رضوی	52

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

ادبیـــات	نقـــد و نـــظر	"برکاتِ تراجم" ایک تجزیاتی مطالعہ	مبصر: توفیق احسن برکاتی	54
مکتـــوبات	صدایے بازگشت	توفیق احسن برکاتی		56
سرگرمیاں	خـــیر و خبـــر	کان پور میں اکتالیسویں عرس رفیقی کا انعقاد		57

اداریـــہ

عہدِ حاضر کے فقہی چیلنجز اور اہلِ افتا کا متفقہ لائحۂ عمل

تحریکِ دعوتِ انسانیت کے دو روزہ فقہی سیمینار کے مباحث، فیصلے اور ملی مقتضیات پر ایک سرسری نظر

مہتاب پیامی

اسلام کو ہم ایک مکمل اور دائمی نظامِ حیات سمجھتے ہیں، ہمارا ماننا ہے کہ اس کے بنیادی مصادر، نصوصِ قطعیہ اور فقہی قواعد میں قیامت تک کے تمام نوپید مسائل کا حل پیش کرنے کی بھرپور صلاحیت موجود ہے۔ عہدِ حاضر میں گلوبلائزیشن، پیچیدہ بینک کاری، جارحانہ کارپوریٹ مارکیٹنگ اور طبی شعبے کی بے لگام تجارتی دوڑ نے امتِ مسلمہ کے سامنے ایسے مسائل لا کھڑے کیے ہیں جن کی جزئیات متقدمین کی فقہی کتابوں میں صراحتاً اور بعینہٖ موجود نہیں۔

اس نازک دور میں جب انفرادی فتاویٰ یا الگ الگ زاویۂ نگاہ سے تذبذب اور افراط و تفریط کا اندیشہ ہو، تو فقہاے عظام کا باہمی ربط، اجتماعی غور و خوض اور مناقشہ (جسے "اہل افتا کا متفقہ لائحۂ عمل" یا بلفظِ دیگر "اجتہادِ اجتماعی" کہا جاسکتا ہے) ہی مذہب و ملت کے لیے مفید ثابت ہوتے ہیں۔ اس سلسلے میں برصغیر ہندو پاک میں مجلسِ شرعی، الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کے جو امتیازات ہیں اور اس میدان میں اس تنظیم نے جو نقوشِ جاوداں مرتب کیے ہیں، اربابِ علم و افتا ان سے بخوبی آگاہ ہیں۔ اسی تاب ناک سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے خانقاہِ عالیہ چشتیہ رفیقیہ، ڈیرہ پور، ضلع کان پور دیہات نے "تحریکِ دعوتِ انسانیت" کے بینر تلے 29/ اور 30/ اگست 2026ء/15/16/ ربیع الاول 1448ھ کو عرسِ رفیقی کے مبارک و مسعود موقع پر دو روزہ فقہی سیمینار منعقد کرکے ایک تاریخی کارنامہ انجام دیا ہے۔ زیرِ نظر سطور میں ہم اس سیمینار کی فکری جہتوں، علمی مکالموں، فقہی مباحث، صادر شدہ فیصلوں اور ان کے سماجی مضمرات کا ایک مربوط جائزہ پیش کرنے کی کوشش کریں گے۔

تحریکِ دعوتِ انسانیت کا وژن اور خدمات:

تحریکِ دعوتِ انسانیت (ڈیرہ پور، کان پور دیہات) صرف نام کا تنظیمی ڈھانچہ نہیں بلکہ انتہائی کام کی ہمہ گیر دعوتی و اصلاحی تحریک ہے۔ جون 2021ء میں جماعتِ اہل سنت کے سرکردہ اکابر اور اربابِ فکر کی سرپرستی میں اس کی بنیاد رکھی گئی۔ اس کے روحِ رواں مفتیِ عصر حضرت علامہ مفتی محمد انفاس الحسن چشتی دامت برکاتہم العالیہ (سجادہ نشین آستانہ عالیہ رفیقیہ و صدر شعبۂ افتا و قضا جامعہ معلم کائنات) ہیں۔ اس تحریک نے اپنے بنیادی منشور میں چند واضح اہداف مقرر کیے ہیں جن کا اجمالی خاکہ حسب ذیل ہے:

- مسلم معاشرے کے عقائد و نظریات کا تحفظ اور گمراہ کن افکار کا ٹھوس دلائل کے ساتھ تعاقب۔
- دینی و عصری علوم کا حسین امتزاج، اسکولوں، مکاتب اور کالجوں کا قیام۔
- پرخلوص مبلغین کے ذریعے دور دراز علاقوں میں دعوت و اصلاح کی کوشش۔
- پسماندہ اور نادار طبقات کی فلاح و بہبود کے لیے مفت طبی سہولیات کا انتظام۔
- مستند اور معیاری دینی لٹریچر کی تیاری و اشاعت۔

گزشتہ چند برسوں میں تحریک نے تعلیمی میدان میں گراں قدر کام کیا۔ جامعہ معلم کائنات، جامعہ ام الورع للبنات، مدرسہ محمدیہ

مصباح العلوم، مدرسہ غوثیہ غریب نواز راٹھ (ہمیر پور) اور مختلف علاقوں میں ۳۰ سے زائد مکاتبِ اسلامیہ قائم کیے اور جامع ۵ سالہ "اسلامیات کورس" نافذ کیا، جس کے تحت متفرق درسی و تربیتی کتب اشاعت پذیر ہو چکی ہیں۔

فقہی سیمینار کی ترتیب و تفصیل:

مذکورہ سیمینار 41 ویں "عرسِ رفیقی" کے موقع پر منعقد ہوا۔ صاحب عرس رفیقی جامعِ منقول و معقول، رفیق العلماء حضرت علامہ شاہ رفیق الحسن چشتی مصباحی امجدی رحمۃ اللہ علیہ (1910ء–1985ء) رئیس الفقہاء خواجہ بندہ نواز شاہ سید مصباح الحسن چشتی رحمۃ اللہ علیہ (پھپھوند شریف) کے خلیفۂ اجل اور مصنفِ بہارِ شریعت، صدر الشریعہ حضرت مفتی حکیم امجد علی اعظمی قدس سرہ العزیز کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ سات برس تک صدر الشریعہ کی بارگاہ میں زانوئے تلمذ تہ کرنے والے اس عالم جلیل نے علومِ عقلیہ (منطق، فلسفہ، کلام) اور علومِ نقلیہ (تفسیر، حدیث، فقہ و اصول) دونوں میں کمال حاصل کیا۔ فقہی رسوخ کے ساتھ ساتھ آپ کی حیاتِ طیبہ زہد و ورع، اخلاص، اتباعِ سنت اور تصلب فی الدین کا اعلیٰ نمونہ تھی۔ ایسے علمی و روحانی آستانے پر عصرِ حاضر کے فقہی قضایا کا حل تلاش کرنا در حقیقت اسلاف کے روشن ورثے کی سچی پاس داری ہے۔

سیمینار کا انعقاد مہینوں کی خاموش اور مسلسل مشقت کے بعد روبہ عمل آیا۔ اپریل 2026ء میں عمدۃ المحققین حضرت علامہ محمد احمد مصباحی، سراج الفقہاء حضرت مفتی محمد نظام الدین رضوی، حضرت علامہ نفیس احمد مصباحی، حضرت علامہ محمد صدر الوریٰ قادری، حضرت علامہ مسعود احمد برکاتی اور بانیِ تحریک حضرت مفتی محمد انفاس الحسن چشتی کے مابین ابتدائی خاکہ مرتب ہوا۔ مئی ۲۰۲۶ء میں دورِ حاضر کے تین اہم موضوعات کا انتخاب عمل میں آیا اور اساتذۂ اشرفیہ نے ان پر سوال نامے مرتب کیے، جس کی قدرے تفصیل حسب ذیل ہے:

1. علاج و معالجہ میں مروج کمیشن کا شرعی حکم: مرتب مفتی ساجد علی مصباحی۔
2. عصری تعلیم کے لیے بینکوں سے قرض لینے کا حکم: مرتب مفتی محمود علی مشاہدی۔
3. جنرل و ہیلتھ انشورنس کا شرعی حکم: مرتب مفتی ناصر حسین مصباحی۔

ملک بھر کے مقتدر دار الافتا اور محققین کو سوال نامے ارسال کیے گئے اور جواباً کثیر تعداد میں مقالات موصول ہوئے۔ اس کی مزید تفصیل آپ اندرونی صفحات میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

کان پور اٹاوہ ہائی وے پر واقع "اریب رِزورٹ" میں مندوبین کے شایانِ شان قیام و طعام اور علمی نشستوں کا انتظام و اہتمام کیا گیا۔ سیمینار درج ذیل چار نشستوں پر مشتمل رہا: **پہلی نشست** (29 اگست، صبح) میں "علاج و معالجہ میں مروج کمیشن کا حکم" کے عنوان پر مقالات پیش کیے گئے، اس نشست کی صدارت عزیزِ ملت حضرت علامہ شاہ عبد الحفیظ مصباحی، سربراہِ اعلیٰ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور نے فرمائی اس نشست کی نظامت حضرت مولانا مسعود احمد برکاتی استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے ذمہ رہی۔ **دوسری نشست** (29 اگست، سہ پہر) میں "عصری تعلیم کے لیے تعلیمی قرض" کے عنوان پر مندوبین نے مقالات پیش فرمائے۔ اس کی صدارت حضرت علامہ محمد احمد مصباحی ناظمِ تعلیمات الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اور نظامت حضرت علامہ محمد صدر الوریٰ قادری مصباحی، استاذ الجامعۃ الاشرفیہ نے فرمائی۔ **تیسری نشست** (30 اگست، صبح) میں "ہیلتھ و جنرل انشورنس" موضوع پر مقالے پیش کیے گئے، اس نشست کی صدارت سراج الفقہاء حضرت مفتی محمد نظام الدین رضوی صدر شعبۂ افتا الجامعۃ الاشرفیہ اور نظامت حضرت مولانا ناظم علی مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ نے فرمائی۔ **چوتھی اور آخری نشست** 30 اگست کو بعد نمازِ مغرب، بمقام آستانہ عالیہ چشتیہ

رفیقیہ ڈیرہ پور منعقد ہوئی، اس اختتامی نشست میں فیصلے اور تاثرات قلم بند کیے گئے، اس کی صدارت بھی حضرت عزیزِ ملت علامہ شاہ عبدالحفیظ مصباحی نے فرمائی جب کہ نظامت: علامہ محمد صدر الوریٰ قادری استاذ جامعہ اشرفیہ نے فرمائی۔

اس سیمینار کی ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ اکابر علما کے خطبات روایتی القاب و آداب اور رسمی گفتگو سے مکمل طور پر پاک تھے۔ ان میں فقہی استنباط، فہمِ نصوص اور علمی دیانت کے گہرے اصول بیان ہوئے۔

بانیِ تحریک مفتی محمد انفاس الحسن چشتی نے خطبۂ استقبالیہ میں تحریک کا فکری منشور پیش کرتے ہوئے ہوئے واضح کیا کہ شریعت کوئی ساکت و جامد شے نہیں بلکہ زندگی کے ہر موڑ پر رہنما ہے، انھوں نے کہا کہ دورِ حاضر کے معاشی و سماجی مسائل کا سامنا روایتی جمود کے بجائے شریعت کے مقاصد اور فقہی بصیرت کو سامنے رکھ کر ہی کیا جا سکتا ہے۔

عمدۃ المحققین حضرت علامہ محمد احمد مصباحی ناظمِ تعلیمات جامعہ اشرفیہ نے مجلسِ شرعی کے زریں دور کا حوالہ پیش فرماتے ہوئے اس فقہی سلسلے کے نشاۃِ ثانیہ کو خوش آئند قرار دیا اور مقالہ نگاروں اور مندوبین حضرات کو تنبیہ کی کہ تحقیق میں اخلاص، باریک بینی اور نصوص کی گہرائی تک رسائی ان کے لیے کتنی اہم اور ضروری ہے۔

سراج الفقہاء حضرت مفتی محمد نظام الدین رضوی صدر شعبۂ افتا جامعہ اشرفیہ نے اپنے صدارتی خطاب میں اصولِ فقہ اور نصوص کی علت و مراد پر ایسی جامع گفتگو فرمائی جس نے مباحث کی سمت متعیّن کر دی۔ آپ نے پانچ اہم مسائل سے مثال بھی پیش کی، جسے اندرونی صفحات میں ملاحظہ فرمایا جا سکتا ہے۔ حضرت سراج الفقہا نے مزید نے فرمایا کہ تحقیق میں ذاتی رائے کا غلبہ نہ ہو، مخالف کی دلیل کو وزن دیا جائے، نفسانیت سے بالاتر ہو کر حق کی تلاش کی جائے اور یہ یاد رہے کہ فقاہت محض ذاتی محنت نہیں بلکہ حق تعالیٰ کا خصوصی فضل اور القا ہے۔

فقہی سیمینار: مباحث، افکار اور دور رس ثمرات:

تحریکِ دعوتِ انسانیت کے زیرِ اہتمام مذکورہ دو روزہ فقہی سیمینار میں عصرِ حاضر کے جن اہم موضوعات پر ملک بھر کے جید اصحابِ تحقیق وافتا مفتیانِ کرام و علما نے غور و خوض فرمایا، ان میں پہلا معرکہ آرا مسئلہ **"علاج و معالجہ میں مروج کمیشن"** کا تھا۔ دورِ حاضر میں طب کے شعبے پر تجارتی رجحانات اس درجہ غالب آ چکے ہیں کہ معالجین کی جانب سے مریضوں کو مخصوص پیتھالوجی لیبس، اسکین سینٹرز یا میڈیکل اسٹورز کی طرف بھیجنے کے عوض طے شدہ نذرانہ یا فیصد وصول کیا جاتا ہے۔ سیمینار میں اس عمل کی شرعی حیثیت پر گہری بحث ہوئی۔ چند اہلِ علم نے اسے اجارہ اور دلالی پر محمول کرنے کی کوشش کی، مگر حتمی طور پر سب نے تسلیم کیا کہ محض راستہ بتانا یا اشارہ کرنا کوئی ایسا عمل نہیں جس پر اجرت کا استحقاق بنے۔ فقہاے کرام نے دو ٹوک انداز میں واضح فرمایا کہ چوں کہ مریض کے حق میں ڈاکٹر صاحبِ اختیار و اثر ہوتا ہے اور یہ رقم اس منصب کے دباؤ کے باعث ملتی ہے، لہٰذا یہ صریح رشوت اور اکلِ مال بالباطل ہے۔ مزید برآں، ملکی قوانین اور عدالتِ عظمیٰ کے احکامات کی رو سے بھی اس کے تعزیری جرم ہونے اور شرعی ممانعت پر مفصل گفتگو ہوئی۔ اس موضوع پر تفصیلی اور متفقہ فیصلہ قارئین رسالے کے اندرونی صفحات میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

سیمینار کا دوسرا اہم محور مسلم نوجوانوں کی بڑھتی ہوئی تعلیمی پسماندگی اور اعلیٰ و پیشہ ورانہ تعلیم کے لیے بینکوں سے ملنے والے سودی تعلیمی قرض (ایجوکیشن لون) کی شرعی حدود کا تعین تھا۔ اس نازک موڑ پر محققین کے درمیان گہرا علمی تقابل دیکھنے میں آیا۔ بعض اربابِ فکر کا استدلال تھا کہ چونکہ جدید و تکنیکی علوم کا حصول ملت کے لیے فرضِ کفایہ کا درجہ رکھتا ہے، اس لیے کسی دوسرے متبادل کے فقدان کی صورت میں "الحاجة تنزل منزلة الضرورة" کے قاعدے سے رخصت کی گنجائش نکالی جائے۔ اس کے برعکس دیگر سرکردہ

اصحابِ افتا نے سختی سے متنبہ کیا کہ اعلیٰ تعلیم کا حصول "حالتِ اضطرار" نہیں کہ جس کی خاطر ربا کی قطعی حرمت کو نظر انداز کر کے پوری نئی نسل کو سودی شکنجے کی نذر کر دیا جائے۔ اسی کے ساتھ مجلس نے اس تلخ حقیقت پر گہری تشویش کا اظہار کیا کہ علم کے میدان میں ہماری پسماندگی کا اصل سبب سودی قرض کا نہ ملنا نہیں، بلکہ مطالعے سے دوری، بے مقصد شب و روز، شادی بیاہ اور خاندانی تقریبات میں کروڑوں کا اسراف اور قومی اداروں کے لیے ذاتی حلال مال خرچ نہ کرنے کا عمومی مزاج ہے۔

حضرت سراج الفقہاء دام ظلہ العالی کا معتدل انداز فکر:

کسی بھی قوم کا عروج و زوال صرف خارجی حالات یا مادی وسائل کی دستیابی سے مشروط نہیں ہوتا، بلکہ اس کی اصل بنیاد قوم کے اجتماعی طرزِ فکر، علمی شعور اور عملی ترجیحات پر استوار ہوتی ہے۔ دورِ حاضر میں ملتِ اسلامیہ کا علمی انحطاط اور سماجی و معاشی پسماندگی بلاشبہ ایک لمحۂ فکریہ ہے، لیکن المیہ یہ ہے کہ عام طور پر ہم اس زوال کا تمام تر ملبہ مالی تنگی یا بیرونی سازشوں پر ڈال کر اپنی ذمہ داریوں سے دامن چھڑا لیتے ہیں۔ تاریخ کا غیر جانب دارانہ مطالعہ بتاتا ہے کہ وسائل کی کمی ترقی کی راہ میں عارضی رکاوٹ تو بن سکتی ہے، مگر کبھی مستقل زوال کا سبب نہیں بنتی۔ حضرت سرج الفقہاء دام ظلہ العالی نے سوال نامے کے اہم گوشوں پر روشنی ڈالنے کے ساتھ دوران مذاکرہ ان امور پر بھی ارباب فکر کو متوجہ کیا۔

"ہمارے علمی زوال اور قومی پسماندگی کا سبب صرف مالی وسائل کی کمی نہیں ہے، بلکہ اس کے پیچھے بہت سے دوسرے عوامل بھی کارفرما ہیں۔ اگر ہم اپنی موجودہ صورتِ حال کا سنجیدگی سے جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ ہماری کمزوریوں میں ہماری اپنی عادات، ترجیحات، تعلیمی رویے اور اجتماعی طرزِ فکر کا بھی بڑا حصہ ہے۔ چند اہم اسباب درج ذیل ہیں:

1۔ محنت اور جدوجہد کی کمی: دنیا کی تاریخ گواہ ہے کہ بہت سے غریب افراد نے اپنی محنت، مسلسل جدوجہد اور عزم و حوصلے کے ذریعے کامیابی کی بلندیاں حاصل کی ہیں۔ مالی مشکلات ان کے راستے میں رکاوٹ ضرور بنیں، لیکن انہوں نے انہیں اپنی ترقی کی راہ میں حائل نہیں ہونے دیا۔ اس لیے صرف غربت کو ہماری پسماندگی کا ذمہ دار قرار دینا درست نہیں۔ قومیں محنت، منصوبہ بندی، مستقل مزاجی اور جدوجہد سے ترقی کرتی ہیں۔

2۔ اجتماعی ذمہ داری سے غفلت: ہماری قوم میں یہ رجحان بھی پایا جاتا ہے کہ ہم اپنے بیش تر فلاحی، رفاہی اور تعلیمی کام صرف زکات کے ذریعے انجام دینا چاہتے ہیں، جب کہ اپنی دیگر آمدنی اور مال میں سے اجتماعی ترقی کے لیے خاطر خواہ حصہ نکالنے پر آمادہ نہیں ہوتے۔ اگر صاحبِ استطاعت افراد اپنی ذاتی ضروریات کے بعد اپنی آمدنی کا ایک مناسب حصہ تعلیم، تحقیق، صحت، روزگار اور رفاہِ عامہ کے منصوبوں پر خرچ کریں تو قوم کی صورتِ حال میں نمایاں تبدیلی آسکتی ہے۔ اس کے لیے بخل سے پرہیز ضروری ہے۔

3۔ غیر ضروری اخراجات: شادی بیاہ، تقریبات، نیاز، اعراس، جلسوں اور دیگر مواقع پر ہماری قوم کا ایک بڑا سرمایہ خرچ ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات یہ اخراجات ضرورت سے کہیں زیادہ بڑھ جاتے ہیں۔ اگر ہم سادگی اختیار کریں اور غیر ضروری اخراجات پر قابو پائیں تو ایک اچھا خاصا سرمایہ بچایا جاسکتا ہے، جسے تعلیمی اداروں، اسکالرشپس، لائبریریوں، فنی تربیت اور دیگر فلاحی و تعلیمی منصوبوں پر خرچ کیا جاسکتا ہے۔

4۔ فضول مشاغل اور وقت کا ضیاع: ہماری قوم کے بہت سے نوجوان اپنی صلاحیتوں اور اپنے مستقبل سے غافل ہو کر لایعنی مشاغل میں قیمتی وقت ضائع کر دیتے ہیں۔ دیر رات تک بے مقصد سرگرمیوں میں مصروف رہنا، پھر دیر تک سونا اور دن کا بڑا حصہ غفلت میں گزار دینا کسی فرد یا قوم کی ترقی کے لیے مفید نہیں۔ جس قوم کے نوجوان اپنے وقت کی قدر نہیں کرتے، وہ ترقی کی دوڑ میں دوسروں سے پیچھے رہ جاتے ہیں۔

5۔ تعلیم سے بے رغبتی: علمی زوال کا ایک بنیادی سبب حصولِ تعلیم سے بے رغبتی بھی ہے۔ بہت سے نوجوان ابتدائی یا معمولی درجے کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد مزید اعلیٰ تعلیم کی طرف توجہ نہیں دیتے۔ حالاں کہ موجودہ دور میں اعلیٰ تعلیم، تحقیق اور تخصص کے بغیر کسی بھی میدان میں نمایاں مقام حاصل کرنا مشکل ہے۔ قوم کی ترقی کے لیے ضروری ہے کہ ہمارے نوجوان تعلیم کو صرف ملازمت حاصل کرنے کا ذریعہ نہ سمجھیں بلکہ اسے اپنی شخصیت اور قوم کی تعمیر کا وسیلہ بنائیں۔

6۔ سرکاری ملازمتوں اور عملی میدانوں سے دوری: تعلیمی بے رغبتی کے ساتھ ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ ہماری قوم کے بعض نوجوان سرکاری ملازمتوں اور دیگر اہم عملی شعبوں کی طرف مناسب توجہ نہیں دیتے۔ بہت سی سرکاری اور نجی ملازمتیں ایسی ہیں جن کے لیے غیر معمولی قابلیت کے بجائے بنیادی تعلیم، مناسب تیاری اور میرٹ درکار ہوتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ نوجوان مختلف شعبوں میں داخل ہوں، مسابقتی امتحانات کی تیاری کریں اور اپنی صلاحیتوں کے مطابق ہر جائز میدان میں آگے بڑھیں۔

7۔ وقت کی قدر نہ کرنا: وقت کسی بھی قوم کا سب سے قیمتی سرمایہ ہے۔ ترقی یافتہ قومیں اپنے وقت کو منصوبہ بندی کے ساتھ استعمال کرتی ہیں، جبکہ وقت کا ضیاع فرد اور قوم دونوں کو کمزور کر دیتا ہے۔ ہمیں یہ سمجھنا ہوگا کہ گزرا ہوا وقت دوبارہ واپس نہیں آتا۔ اگر ہمارے نوجوان اپنے وقت کو تعلیم، ہنر، مطالعہ، تحقیق اور مثبت سرگرمیوں میں صرف کریں تو یہی وقت قوم کے مستقبل کو بدل سکتا ہے۔

8۔ ریسرچ کی کمی: نئی چیزوں کی دریافت، نئے نظریات کی تشکیل اور مسائل کے مؤثر حل کے لیے تحقیق بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔ جن قوموں نے تحقیق کو اہمیت دی، انہوں نے دنیا میں نمایاں مقام حاصل کیا۔ ہمارے ہاں تحقیقی مزاج کمزور ہونے کی وجہ سے علمی اور سائنسی ترقی کی رفتار بھی متاثر ہوئی۔ ہمیں اپنے تعلیمی اداروں میں تحقیق، تجربہ، سوال اور تنقیدی فکر کو فروغ دینا ہوگا۔

9۔ سائنسی علوم سے دوری: موجودہ زمانہ سائنس اور ٹیکنالوجی کا زمانہ ہے۔ مصنوعی ذہانت، طب، انجینئرنگ، خلائی تحقیق، کمپیوٹر سائنس اور دیگر سائنسی شعبے دنیا کے مستقبل کا تعین کر رہے ہیں۔ اگر ہم ان میدانوں میں پیچھے رہیں گے تو عالمی ترقی میں ہمارا کردار محدود رہے گا۔ اس لیے مسلم نوجوانوں کو سائنسی اور تحقیقی میدانوں میں آگے بڑھنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہیے۔

10- فنی اور پیشہ ورانہ تعلیم کی کمی: صرف روایتی تعلیم ہی کافی نہیں۔ موجودہ دور میں فنی اور

پیشہ ورانہ مہارتیں بھی بے حد ضروری ہیں۔ طب، انجینئرنگ، کمپیوٹر، آئی ٹی، صنعت، تجارت، زراعت اور دیگر فنی شعبوں میں مہارت حاصل کرکے نوجوان نہ صرف اپنے لیے روزگار پیدا کرسکتے ہیں بلکہ قوم کی معاشی ترقی میں بھی اہم کردار ادا کرسکتے ہیں۔

اگر ہم واقعی اپنی حالت بدلنا چاہتے ہیں تو ہمیں دوسروں کو موردِ الزام ٹھہرانے کے بجائے اپنی کمزوریوں کا احتساب کرنا ہوگا۔ ہمیں اپنے نوجوانوں کو تعلیم، تحقیق، ہنر، محنت، نظم وضبط، خود اعتمادی اور مثبت سیاسی وسماجی شعور سے آراستہ کرنا ہوگا۔ قومیں صرف نعروں سے ترقی نہیں کرتیں؛ ترقی کے لیے علم، کردار، محنت، اتحاد اور مسلسل جدوجہد ضروری ہے۔"

اس اہم مسئلے پر سیمینار کا نہایت متوازن، حکیمانہ اور تفصیلی فیصلہ رسالے کے اندرونی صفحات میں ملاحظہ فرماسکتے ہیں۔

تیسرا اور سب سے نازک موضوع ہیلتھ اور جنرل انشورنس کے فکری تجزیے کا تھا، جس میں مندوبین کے درمیان زبردست علمی مناقشہ ہوا۔ اہلِ افتا کی غالب اکثریت نے انشورنس کو قمار اور ربا کا مجموعہ قرار دیتے ہوئے اس کی حرمت پر اصرار کیا، کیونکہ خطرہ محض موہوم ہوتا ہے اور موہوم خطرے کے دفاع میں شریعت کے قطعی احکام کو پسِ پشت نہیں ڈالا جاسکتا۔ اس بند گلی میں سراج الفقہاء مفتی محمد نظام الدین رضوی نے ایک نیا دستوری واجتہادی افق پیش کرتے ہوئے واضح کیا کہ ہندوستانی آئین کے تحت تمام شہری باہم "مُعاہِد" ہیں؛ چنانچہ اگر انشورنس کو قمار کے بجائے "امدادِ باہمی" کی نیت دی جائے تو جواز کی صورت پیدا ہوسکتی ہے۔ چونکہ تمام پہلوؤں کی پوری طرح تنقیح اور فکری یکسوئی کے لیے مزید غور وخوض کی ضرورت محسوس ہوئی، اس لیے سیمینار نے کمالِ دیانت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کسی عجلت پسندی سے کام نہیں لیا اور اس موضوع کو اگلے سیمینار تک کے لیے مؤخر فرمادیا۔

مجموعی طور پر اس دو روزہ علمی اجتماع نے ملتِ اسلامیہ کے فکری افق پر دور رس نقوش ثبت کیے ہیں سیمینار نے نہ صرف طبابت کے پیشے کو پاکیزہ بنانے اور مریضوں کے استحصال کے سدِباب کا شرعی تقاضا مبرہن کیا، بلکہ نوجوانوں کو محنت اور خود انحصاری اور قوم کے اہلِ ثروت کو تعلیمی وملی فنڈز قائم کرنے کی سنجیدہ دعوت دی۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ برسوں کے فقہی تعطل کے بعد ایک ہی مرکز پر جمع ہوکر نئے مسائل پر اربابِ دانش کا باہم سر جوڑ کر بیٹھنا اور اجتماعی فکر کو زندہ کرنا برصغیر کی فقہی تاریخ میں ایک امید افزا اور تابناک سنگِ میل ہے۔ اس کے لیے تحریکِ دعوتِ انسانیت، ڈیرہ پور کی پوری ٹیم، بالخصوص مفتی محمد انفاس الحسن چشتی، مفتی غلام محبوب سبحانی چشتی، مولانا ساجد رضا مصباحی، مولانا عبید الحسن چشتی، حافظ اسید الحسن چشتی اور دیگر تمام معاونین مبارک باد کے مستحق ہیں جن کی مخلصانہ کوششوں سے اس باوقار علمی بہار کی آمد ہوئی۔

اسی طرح الجامعۃ الاشرفیہ کے اساطینِ فقہ ودانش، حضور عزیزِ ملت علامہ عبد الحفیظ مصباحی سربراہِ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ، عمدۃ المحققین علامہ محمد احمد مصباحی ناظمِ تعلیمات جامعہ اشرفیہ، سراج الفقہاء مفتی محمد نظام الدین رضوی، علامہ صدر الوریٰ قادری، مولانا مسعود احمد برکاتی، مولانا نفیس احمد مصباحی اور دیگر مندوبین کی شرکت نے اس مجلس کو وہ فکری پختگی اور وقار بخشا جو تادیر یاد رکھا جائے گا۔

دعا ہے کہ ربِ کریم اس علمی واصلاحی مشن کو سلامت رکھے، فقہی تحقیقات کے اس سرچشمے کو ہمیشہ جاری رکھے اور ہم سب کو شریعتِ مطہرہ کی روح کے مطابق حیات گزارنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔ ❁❁❁❁❁

آستانۂ رفیقیہ پر دبستانِ فقہ کی بہاریں

تحریکِ دعوتِ انسانیت کے تاریخ ساز فقہی سیمینار کی تفصیلی رپورٹ

مفتی محمد ساجد رضا مصباحی: رکن تحریک دعوت انسانیت ڈیرہ پور کان پور دیہات

سائنس اور ٹیکنالوجی کی روز افزوں ترقیوں نے جہاں انسانی زندگی کو بے حد آسان اور سہولت آمیز بنادیا ہے وہیں اس نئے دور میں امت مسلمہ کو آئے دن نت نئے اور پیچیدہ مسائل کا سامنا ہے، جن کا صحیح شرعی حل پیش کرنے کے لیے علماے کرام اور مفتیان عظام کو اجتماعی غور وفکر کی ضرورت پڑتی ہے، اسی پاکیزہ مقصد کے لیے فقہی سیمیناروں کا سلسلہ برسوں سے رائج ہے، برّ صغیر میں اس سلسلے کی سب سے اہم اور بنیادی کڑی مجلس شرعی جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے تحت منعقد ہونے والے فقہی سیمینار ہیں۔

فقہی سیمیناروں کے اس پاکیزہ سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے تحریک دعوت انسانیت ڈیرہ پور کان پور دیہات نے مورخہ 14، 15/ ربیع الاول شریف 1448ھ، مطابق 29، 30/ اگست 2026ء شنبہ، یک شنبہ کو عرس رفیقی کے مبارک موقع پر آستانۂ عالیہ چشتیہ رفیقیہ ڈیرہ پور میں دوروزہ فقہی سیمینار منعقد کیا، جس میں جماعت اہل سنت کے جلیل القدر علماے کرام، مفتیان عظام اور ارباب فقہ وافتا نے کثیر تعداد میں شرکت فرمائی، اس دوروزہ سیمینار کی تفصیلی روداد پیش کرنے سے قبل ہم اس فقہی سیمینار کو آرگنائز کرنے والی باوقار تحریک اور جس عظیم المرتبت شخصیت کے عرس مقدس کے خاص موقع پر اس عظیم الشان سیمینار کا انعقاد ہوا، ان کا مختصر تعارف پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں گے۔

تحریک دعوت انسانیت:

تحریک دعوت انسانیت ڈیرہ پور کان پور دیہات جماعت اہل سنت کے جلیل القدر عالم دین حضرت مفتی محمد انفاس الحسن چشتی دامت برکاتہم القدسیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ چشتیہ رفیقیہ ڈیرہ پور، شیخ الحدیث وصدر شعبۂ افتا وقضا جامعہ معلم کائنات ڈیرہ پور کان پور دیہات کے دیرینہ خوابوں کی تعبیر، ان کی مخلصانہ کوششوں کی شاہ کار اور ان کی جہد مسلسل کا عملی نمونہ ہے۔ تحریک دعوت انسانیت کا قیام اہل سنت کے اکابر علماے کرام کی مشاورت اور تائید سے سنہ 2021ء میں عمل میں آیا۔ تحریک دعوت انسانیت کے قیام کا بنیادی مقصد اسلامی سماج میں دینی وعصری تعلیم کا فروغ، اسکول کالجز کا قیام، وسیع پیمانے پر منظم انداز میں دین کی دعوت وتبلیغ کا اہتمام، سماج ومعاشرے میں پھیلی برائیوں کی روک تھام اور سماج کے غریب ونادار افراد کی مالی امداد وعانت ہے۔

تحریک دعوت انسانیت ڈیرہ پور کان پور دیہات نے پانچ سال کے مختصر عرصے میں تعلیمی، دعوتی، تبلیغی اور تصنیفی واشاعتی میدانوں میں جو گراں قدر خدمات انجام دی ہیں وہ انتہائی خوش آئند ہیں۔ اس وقت تحریک کے درج ذیل شعبے متحرک وفعّال ہیں:

(1)- شعبۂ تعلیم وتربیت (2)- شعبۂ دعوت وتبلیغ (3)- شعبۂ تصنیف وتالیف (4)- شعبۂ نشرواشاعت (5) شعبۂ سماجی خدمات۔

بحمدہٖ تعالیٰ ان تمام شعبوں میں برق رفتاری کے ساتھ کام جاری ہے، شعبۂ تعلیم وتربیت کے تحت جامعہ معلم کائنات ڈیرہ پور، جامع ام الورع للبنات ڈیرہ پور، مدرسہ محمدیہ مصباح العلوم ڈیرہ پور اور مدرسہ غریب نواز راٹھ کے علاوہ مختلف اضلاع میں تقریباً 30 مکاتب اسلامیہ قائم ہیں جہاں ایک عمدہ نصاب کے تحت تعلیم وتربیت کا سلسلہ جاری ہے۔ شعبۂ دعوت وتبلیغ کے تحت تربیت یافتہ مبلغین جو عالم دین بھی ہیں، دعوت وتبلیغ کے مبارک عمل میں مصروف ہیں۔ شعبۂ تصنیف وتالیف اور شعبۂ نشرو

اشاعت سے بھی قابل ذکر کام ہو رہا ہے، "اسلامیات کورس" کے نام سے مکاتب اسلامیہ کے پانچ سالہ جدید نصاب تعلیم کی کتابوں کے علاوہ تقریبًا بیس اہم کتابیں تیار ہو کر شائع ہو چکی ہیں۔ سماجی خدمات کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ علم وادب، دعوت وتبلیغ اور تصنیف وتالیف کی یہ ساری بہاریں خاص فضل الٰہی اور مشائخ کرام، بزرگان دین اور اساتذۂ اعلام کی ان عنایات کا صدقہ ہیں جو ہمیشہ بانی تحریک دعوت انسانیت عالم ربّانی حضرت مفتی محمد انفاس الحسن چشتی دام ظلہ العالی پر سایہ فگن رہتی ہیں جن کی نگرانی میں تحریک دعوت انسانیت کی حصول یابیوں کا سلسلہ روز افزوں ہے۔

صاحب عرس رفیقی:

جامع علوم وفنون، عالم معرفت و حقیقت، رفیق العلما حضرت علامہ شاہ رفیق الحسن چشتی مصباحی امجدی رحمۃ اللہ علیہ (1910ء- 1985ء) شہ زادۂ حافظ بخاری، رئیس الفقہا، خواجہ بندہ نواز شاہ سید مصباح الحسن چشتی رحمۃ اللہ علیہ آستانہ عالیہ صمدیہ مصباحیہ پھپھوند شریف (1304ھ-1384ھ) کے مرید و خلیفۂ اجل اور مصنف بہار شریعت، صدر الشریعہ حضرت مفتی حکیم امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذ رشید تھے۔ پھپھوند شریف میں 1910ء میں ولادت ہوئی، آستانہ عالیہ صمدیہ مصباحیہ پھپھوند شریف میں اپنے پیر ومرشد علیہ الرحمہ سے ابتدائی تعلیم حاصل کی، انھی کے حکم پر صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی بارگاہِ علم وفن میں زانوے تلمذ تہ کیا، بریلی شریف پھر مدرسہ حافظیہ سعیدیہ دادوں علی گڑھ میں صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کی درس گاہ سے سات سالوں تک علم وفضل کے آبدار موتی چنتے رہے۔

حضرت رفیق العلماء علیہ الرحمہ تفسیر، حدیث، اصول، کلام، منطق، فلسفہ، تاریخ، ادب اور ردّ باطل جیسے شعبہ ہائے علوم اسلامی میں یگانۂ روزگار تھے۔ وہ ایک طرف علوم شریعت کے ماہر تھے تو دوسری طرف منطق وفلسفہ جیسے دقیق وعمیق علوم پر بھی مکمل عبور رکھتے تھے۔ ان کی گفتگو علمی استدلال، ادبی لطافت اور فکری گہرائی کا حسین امتزاج ہوتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں قوتِ استنباط، حسن بیان، وسعتِ مطالعہ اور فکری گیرائی سے خوب نوازا تھا۔ وہ اہل سنت کے عقائد ونظریات کے مخلص داعی اور پُرزور مدافع تھے۔

حضرت رفیق العلما علیہ الرحمۃ والرضوان تقویٰ وطہارت کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ شرعی معاملات میں حد درجہ متصلب تھے۔ فرائض وواجبات کے ساتھ سنن ومستحبات پر بھی پابندی کے ساتھ عمل پیرا تھے۔ خوفِ خدا اور خشیتِ الٰہی آپ کے دل میں پوری طرح جاگزیں تھی۔ اس لیے آپ ہر کام میں شرعی پہلوؤں پر مکمل طور پر غور وخوض فرمالیا کرتے۔ خود نمازوں کے پابند تو تھے ہی اپنے گھر کے تمام افراد کو بھی نماز کی پابندی کراتے۔ گھر میں خلاف شرع کوئی کام نجام نہیں پاتا تھا۔

4 ربیع الاول 1406ھ مطابق 18 نومبر 1985ء کو وصال ہوا، مزار پُر انوار خانقاہِ عالیہ چشتیہ رفیقیہ ڈیرہ پور شریف کان پور دیہات میں مرجع خلائق ہے، ہر سال 17، 18 ربیع الاول شریف کو **"عرس رفیقی"** کے نام سے سالانہ عرس مقدس شریعت مطہرہ کے دائرے میں منعقد ہوتا ہے۔

دعوت انسانیت فقہی سیمینار:

تحریک دعوت انسانیت ڈیرہ پور بانی تحریک کی قیادت ونگرانی میں مسلسل دینی، ملی، تعلیمی اور دعوتی وتبلیغی خدمات انجام دینے میں مصروف ہے، اسی سلسلۂ فکر وعمل کی ایک اہم کڑی **"دعوت انسانیت فقہی سیمینار"** کا انعقاد بھی ہے۔ بانی تحریک دعوت انسانیت حضرت علامہ مفتی محمد انفاس الحسن چشتی مدظلہ العالی فقہ وافتا کے رمز شناس اور ماہر عالم ومفتی ہیں، دارالافتا سے خصوصی تعلق رہا ہے، آپ ایک معتمد مفتی کی حیثیت سے معروف ہیں اور ایک وسیع وعریض خطے کی دینی وفقہی ضرورتیں آپ کی ذات سے پوری ہوتی ہیں، آپ نے شعبۂ تربیت افتا کے ذریعہ درجنوں علماے کرام کی فقہی تربیت فرمائی ہے، ایک عرصے سے مجلس شرعی جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے فقہی سیمیناروں میں آپ کی شرکت ہوتی رہی ہے، اس لیے تحریک دعوت انسانیت کے زیر اہتمام فقہی سیمینار کا انعقاد آپ کی دلی خواہش رہی ہے، تحریک دعوت انسانیت کے خاص مشیرانِ کار بھی اس جانب توجہ

دلاتے رہے ہیں۔

فقہی سیمینار کے انعقاد کے حوالے سے پہلی نشست المجمع الاسلامی ملت نگر مبارک پور میں مورخہ ۲۲/ اپریل ۲۰۲۶ء، چہار شنبہ کو ہوئی، جس میں درج ذیل علماے ذوی الاحترام نے شرکت فرمائی:

- خیر الاذکیاء عمدۃ المحققین حضرت علامہ محمد احمد مصباحی مدظلہ ناظم تعلیمات الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ
- سراج الفقہاء حضرت مفتی محمد نظام الدین رضوی مدظلہ شیخ الحدیث وصدر شعبۂ افتا الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور
- عالم ربّانی حضرت مفتی محمد انفاس الحسن چشتی مدظلہ شیخ الحدیث وصدر شعبۂ افتا وقضا جامعہ معلم کائنات ڈیرہ پور
- ادیب شہیر حضرت علامہ نفیس احمد مصباحی، استاذ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ
- فاضل جلیل حضرت علامہ صدر الوریٰ قادری مصباحی استاذ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور
- فاضل جلیل حضرت علامہ مسعود احمد برکاتی استاذ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ
- فاضل گرامی حضرت مفتی غلام محبوب سبحانی چشتی ازہری، صدر المدرسین جامعہ معلم کائنات ڈیرہ پور کان پور دیہات

خیر الاذکیا حضرت علامہ محمد حمد مصباحی دامت برکاتہم القدسیہ کی صدارت میں منعقد اس اہم علمی ومشاورتی نشست میں فقہی سیمینار کی تاریخیں مقرر ہوئیں اور سیمینار کے انعقاد کے حوالے سے متعدّد گوشوں پر تبادلۂ خیال ہوا، مندوبین کے ناموں کا انتخاب ہوا اور باتفاق راے طے پایا کہ اگلی نشست مورخہ 19 ذی قعدہ 1447ھ مطابق 7 مئی 2026ء جمعرات کو المجمع الاسلامی ملت نگر مبارک پور میں منعقد ہوگی، جس میں سیمینار کے موضوعات کا انتخاب ہوگا اور سوال نامہ تیار کرنے والے علماے کرام کی نشان دہی بھی ہوجائے گی۔

طے شدہ پروگرام کے مطابق مورخہ 19 ذی قعدہ 1447ھ مطابق 7 مئی 2026ء جمعرات بعد نماز عصر المجمع الاسلامی ملت نگر مبارک پور میں خیر الاذکیاء حضرت علامہ محمد احمد مصباحی مدظلہ العالی کی صدارت میں دوسری مشاورتی نشست منعقد ہوئی جس میں سیمینار کے موضوعات اور اور سوال نامہ تیار کرنے والے علما کی تعیین پر گفتگو ہوئی اور درج ذیل امور باتفاق راے طے ہوئے:

(۱)- سیمینار کے موضوعات اور سوال نامہ تیار کرنے والے علماے کرام کے نام درج ذیل ہیں:

- علاج ومعالجہ میں مروج کمیشن کا حکم — حضرت مولانا ساجد علی مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور
- عصری تعلیم کے لیے بینکوں سے قرض لینے کا حکم — حضرت مولانا محمود علی مشاہدی استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور
- ہیلتھ انشورنس کا شرعی حکم — حضرت مولانا ناصر حسین مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور

(۲)- سوال نامہ تیار کرنے والے علماے کرام کے لیے عید الاضحیٰ تک کا وقت مقرر کیا گیا۔

صدر مجلس کی دعا پر نشست کا اختتام ہوا، اس نشست میں خیر الاذکیاء حضرت علامہ محمد احمد مصباحی مدظلہ، سراج الفقہا حضرت مفتی محمد نظام الدین رضوی مصباحی، حضرت علامہ نفیس احمد مصباحی، حضرت علامہ مسعود احمد برکاتی نے شرکت فرمائی۔

بحمدہ تعالیٰ فقہی سیمینار کے سوال نامے تیار ہو گئے اور سیمینار کا دعوت نامہ اور سوال نامے مندوبین کی بارگاہوں تک تحریک دعوت انسانیت کی مرکزی دفتر سے ارسال کیے گئے، اسی کے ساتھ بانی تحریک دعوت انسانیت حضرت مفتی محمد انفاس الحسن چشتی مدظلہ نے فون پر تمام مندوبین سے بذات خود رابطہ کرکے سیمینار کی دعوت پیش فرمائی۔ خیر الاذکیاء حضرت علامہ محمد احمد مصباحی مدظلہ، سراج الفقہاء حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین رضوی مدظلہ، حضرت مولانا نفیس احمد مصباحی، حضرت مولانا صدر الوریٰ مصباحی، حضرت مولانا مسعود احمد برکاتی مدظلہم سے فون پر حسب ضرورت مشاورت کا سلسلہ جاری رہا۔ حضرت مفتی صاحب قبلہ کی جانب سے مندوبین کی خدمت میں یاد دہانی کا پیغام اور فون بھی پہنچتا رہا۔ بحمدہ تعالیٰ وقت موعود پر

تحریک کو مقالات موصول ہونا شروع ہو گئے ۔ موصول شدہ مقالات کا اجمالی خاکہ حسب ذیل ہے۔

موضوعات	مقالات کی تعداد	صفحات
علاج ومعالجہ میں مروّج کمیشن کا حکم	26	191
عصری تعلیم کے لیے بینکوں سے قرض لینے کا حکم	24	118
ہیلتھ انشورنش اور جنرل انشورنش کا شرعی حکم	26	71
مجموعی تعداد	**66**	**380**

بحمدہ تعالیٰ تحریک کو تینوں موضوعات پر 66 مقالات موصول ہوئے جو فل اسکیپ سائز کے 380 صفحات پر مشتمل ہیں۔

اریب رزورٹ (Areeb Resort) میں فقہی سیمینار کی بہاریں:

15، 16 ربیع الاول 1448ھ/29، 30 اگست 2026ء، شنبہ، یک شنبہ کی تاریخیں فقہی سیمینار کے لیے منتخب تھیں، بانی تحریک دعوت انسانیت حضرت علامہ مفتی محمد انفاس الحسن چشتی مدظلہ العالی نے تمام مندوبین کی آمد ورفت کا شیڈول تیار کرا کر اے سی سکینڈ کلاس کے ٹکٹوں کا انتظام پہلے ہی سے کرا دیا تھا۔ سیمینار گاہ کے لیے کان پور اٹاوہ نیشنل ہائی وے پر بارہ ٹول پلازہ کے قریب واقع "اریب رِزورٹ" (Areeb Resort) کا انتخاب ہوا، یہ ایک وسیع وعریض، خوب صورت، پُرفضا سہ منزلہ ایر کنڈیشنڈ رزورٹ ہے، جس کے آنر حضرت مفتی صاحب قبلہ کے عقیدت مند وجاں نثار عرفان صاحب ہیں، مفتی صاحب سے تعلق اور عقیدت کی وجہ سے وہ دینی وملی کاموں میں مخلصانہ طور پر حصہ لیتے ہیں اور علماے کرام سے محبت کرتے ہیں ،انھوں نے مندوبین کے قیام وطعام کے انتظامات اپنی جانب سے رضاکارانہ طور پر، اللہ تعالیٰ انھیں جزاے خیر سے نوازے۔

حضرت مفتی محمد انفاس الحسن چشتی مدظلہ العالی تحریک دعوت انسانیت کے خاص ارکان کے ساتھ دو دن قبل سے ہی اریب رزورٹ میں سیمینار کی تیاریوں کا جائزہ لے رہے تھے اور کارکنان کو حسب ضرورت ہدایات بھی دے رہے تھے۔ مورخہ 28 اگست 2026ء جمعہ کو یہ خادم بھی علی الصباح آستانۂ عالیہ چشتیہ رفیقیہ ڈیرہ پور حاضر ہو چکا تھا۔ صبح دس بجے کے قریب حضرت مفتی صاحب قبلہ کی قیادت میں حضرت مفتی غلام محبوب سبحانی چشتی ازہری، حضرت مفتی آفتاب عالم چشتی صمدی اور خادم محمد ساجد رضا مصباحی نیز دیگر احباب ومخلصین کا قافلہ رزورٹ میں پہنچ کر مندوبین کی قیام گاہوں، سیمینار کے سیٹ اپ اور دیگر انتظامات کی تکمیل کے لیے کوشاں رہا۔

28 اگست 2026ء جمعہ کو دوپہر سے ہی مندوبین کی آمد کا سلسلہ کان پور سنیٹرل پر شروع ہو چکا تھا، مندوبین کو ریسیو کرنے اور انھیں رزورٹ تک پہنچانے والے افراد اور گاڑیوں کا انتخاب پہلے ہی سے ہو چکا تھا، عصر کے وقت علماے کرام کا پہلا قافلہ اریب رزورٹ پہنچا، پھر رات بھر یکے بعد دیگرے ارباب فقہ وافتا کے مبارک قافلے اریب رزورٹ کو اپنی قدوم میمنت لزوم سے شرف یاب فرماتے رہے، علماے اشرفیہ کے آخری قافلے کا ورود مسعود تقریباً چار بجے صبح ہو کر یہ سلسلہ موقوف ہوا، حضرت مفتی غلام محبوب سبحانی چشتی ازہری کے ساتھ اس خادم کو مہمانوں کے استقبال کا شرف حاصل ہوا، یہ مبارک شب ہم لوگوں نے اس بابرکت عمل اور صبح کی نشست کے باقی ماندہ کاموں کی تکمیل میں گزار دی، فالحمدللہ علی ذٰلک۔

سیمینار کی نشستوں کا نظام الاوقات حسب ذیل تھا:

نظام الاوقات "دعوت انسانیت فقہی سیمینار"

منعقدہ: 15، 16 ربیع الاول شریف 1448ھ مطابق 29، 30 اگست 2026ء شنبہ، یک شنبہ

صبح کی نشست: 8:30 سے 1:00 بجے دوپہر تک (وقفہ برائے چاے نوشی 10:30-تا-10:45)

شام کی نشست: بعد نماز مغرب سے 11:00 بجے رات تک (وقفہ برائے چاے نوشی 9:00-تا-9:15)

15 ربیع النور 1448ھ مطابق: 29 اگست 2026ء، شنبہ	**پہلی نشست: موضوع: علاج و معالجہ میں مروّج کمیشن کا حکم** **صدارت:** عزیز ملت حضرت علامہ شاہ عبد الحفیظ مصباحی قبلہ سربراہ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ مبارک پور **نظامت:** حضرت علامہ مسعود احمد برکاتی، استاذ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور
15 ربیع النور 1448ھ مطابق: 29 اگست 2026ء، شنبہ	**دوسری نشست: موضوع: عصری تعلیم کے لیے بینکوں سے قرض لینے کا حکم** **صدارت:** خیر الاذکیا حضرت علامہ محمد احمد مصباحی مدظلہ العالی ناظم تعلیمات جامعہ اشرفیہ مبارک پور **نظامت:** حضرت علامہ صدر الوریٰ قادری مصباحی، استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور
16 ربیع النور 1448ھ مطابق: 30 اگست 2026ء، یک شنبہ	**تیسری نشست: موضوع: ہیلتھ انشورنس اور جنرل انشورنس کا شرعی حکم** **صدارت:** سراج الفقہا حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین رضوی دام ظلہ **نظامت:** حضرت علامہ ناظم علی مصباحی، استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور
16 ربیع النور 1448ھ مطابق: 30 اگست 2026ء، یک شنبہ	**چوتھی نشست: موضوع: فیصلے و تاثرات** **صدارت:** عزیز ملت حضرت علامہ شاہ عبد الحفیظ مصباحی قبلہ سربراہ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ مبارک پور **نظامت:** حضرت علامہ صدر الوریٰ قادری مصباحی، استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور **بمقام:** آستانہ عالیہ چشتیہ رفیقیہ ڈیرہ پور کان پور دیہات

سیمینار کی پہلی نشست:

سیمینار کی پہلی نشست کا موضوع "علاج و معالجہ میں مروّج کمیشن کا حکم" تھا، اس نشست کی صدارت عزیز ملت حضرت علامہ شاہ عبد الحفیظ مصباحی قبلہ سربراہ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ مبارک پور نے فرمائی اور نظامت کے فرائض حضرت علامہ مسعود احمد برکاتی مدظلہ استاذ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور نے انجام دیے۔ سیمینار کا آغاز حضرت مفتی آفتاب عالم چشتی صمدی استاذ جامعہ معلم کائنات ڈیرہ پور کی تلاوت سے ہوا، انھوں نے ہی بارگاہ رسالت مآب میں نعت پاک کا نذرانہ پیش فرمایا۔ صدر نشست عزیز ملت حضرت علامہ شاہ عبد الحفیظ صاحب قبلہ سربراہ اعلیٰ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور نے خطبۂ صدارت پیش فرمایا، انھوں نے اپنے مختصر خطبۂ صدارت میں سیمینار کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے مجلس شرعی جامعہ اشرفیہ کے فقہی سیمیناروں کا خاص طور سے تذکرہ فرمایا، حضرت نے تحریک دعوت انسانیت کے زیر اہتمام فقہی سیمینار کے انعقاد پر تحریک دعوت انسانیت اور اس کے ارکان و ممبران کو مبارک باد پیش کیا اور بانی تحریک دعوت انسانیت حضرت علامہ مفتی محمد انفاس الحسن چشتی مدظلہ العالی کو خصوصی طور پر مبارک باد پیش کرتے ہوئے دعاؤں سے نوازا۔

بانی تحریک دعوت انسانیت حضرت مفتی محمد انفاس الحسن چشتی دام ظلہ العالی کا خطبۂ استقبالیہ حضرت کے حکم سے راقم الحروف (محمد ساجد رضا مصباحی) نے پڑھا، حضرت مفتی صاحب قبلہ نے اپنے گراں قدر خطبۂ استقبالیہ میں مندوبین اور دیگر تمام مہمانوں کا خیر مقدم کرتے ہوئے سیمینار کے پس منظر، تحریک دعوت انسانیت کے تعارف، خدمات اور کار ناموں پر بڑی جامعیت کے ساتھ روشنی ڈالی ہے اور سیمینار کے موضوعات کا جامع تعارف پیش کرنے کے ساتھ ان کی اہمیت وافادیت پر بھی فکر انگیز اور عالمانہ گفتگو فرمائی ہے۔

اس نشست میں زیر بحث موضوع کے تحت تحریک دعوت انسانیت کو کل 26 مقالات موصول ہوئے، جن کے صفحات کی مجموعی تعداد 191 تھی۔ ان مقالات کی تلخیص حضرت مولانا

ساجد علی مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور نے تیار کی تھی، جسے خطبۂ استقبالیہ کے بعد انھوں نے پڑھا۔

تلخیص خوانی کے بعد تنقیح طلب امور کے تمام گوشوں پر خوب بحثیں ہوئیں، مندوبین نے اپنے اپنے موقف پر دلائل پیش کیے، بحمدہٖ تعالیٰ دیر تک بحث ومباحثہ کے بعد اتفاق رائے ہو گیا اور فیصلہ تحریر کیا گیا جو اسی شمارے میں شامل ہے۔

تقریباً ڈیڑھ بجے پہلی نشست بحسن وخوبی اختتام پذیر ہوئی اور مندوبین ودیگر مہمانان نماز ظہر اور ظہرانے سے فارغ ہو کر اپنی اپنی قیام گاہوں میں تشریف لے گئے۔

سیمینار کی دوسری نشست:

طے شدہ نظام الاوقات کے مطابق مورخہ 15 ربیع الاول شریف 1448ھ مطابق 29 اگست 2026ء شنبہ کو بعد نماز مغرب سیمینار کی دوسری نشست منعقد ہوئی، جس کی صدارت خیر الاذکیاء حضرت علامہ محمد احمد مصباحی مدظلہ العالی ناظم تعلیمات جامعہ اشرفیہ مبارک پور نے فرمائی جب کہ نظامت کے فرائض جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے موقر استاذ حضرت علامہ صدر الوریٰ قادری مصباحی مدظلہ العالی نے انجام دیے۔ حضرت مفتی محمد آفتاب عالم چشتی صمدی کی تلاوت قرآن کریم اور نعت رسول مقبول ﷺ سے سیمینار کا آغاز ہوا، صدر نشست حضرت علامہ محمد احمد مصباحی قبلہ مدظلہ العالی کا گراں قدر خطبۂ صدارت حضرت مولانا مقبول احمد مصباحی رفیق المجمع الاسلامی مبارک پور نے پڑھا۔

اس نشست کا موضوع تھا ”عصری تعلیم کے لیے بینکوں سے قرض لینے کا حکم“ زیر بحث موضوع کے تحت تحریک دعوت انسانیت کو کل 24 مقالات موصول ہوئے، جن کے صفحات کی مجموعی تعداد 118 تھی۔ ان مقالات کی تلخیص حضرت علامہ صدر الوریٰ قادری مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور نے تیار کی تھی، خطبۂ صدارت کے بعد حضرت نے اپنی تیار کردہ تلخیص اپنے اچھوتے لب ولہجے میں پیش فرمائی۔

سیمینار کی دوسری نشست میں بھی مندوبین کے مابین خوش گوار ماحول میں موضوع کے مختلف گوشوں اور تنقیح طلب امور پر دیر تک بحث ومباحثہ کا سلسلہ چلا، ناظم نشست نے اکثر مندوبین تک مائک پہنچوا کر ان کی رائیں جاننے کی کوشش کی، بالآخر سبھی مندوبین ایک رائے پر متفق ہو گئے اور فیصلہ تحریر کیا گیا۔ (فیصلہ اسی شمارے میں شامل ہے)

سیمینار کی تیسری نشست:

مورخہ 16 ربیع الاول شریف 1448ھ مطابق 30 اگست 2026ء یک شنبہ کو صبح نو بجے سیمینار کی تیسری نشست کا آغاز ہوا، اس نشست کی صدارت سراج الفقہاء حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین رضوی مصباحی شیخ الحدیث وصدر شعبۂ افتا الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور وناظم مجلس شرعی جامعہ اشرفیہ مبارک پور نے فرمائی، جب کہ نظامت کے فرائض جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے قابل قدر استاذ حضرت علامہ ناظم علی مصباحی مدظلہ العالی نے انجام دیے۔ حضرت مفتی آفتاب عالم چشتی کی تلاوت قرآن کریم اور نعت پاک سے سیمینار کی تیسری نشست کا آغاز ہوا۔ سراج الفقہا حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین رضوی مدظلہ العالی کا گراں قدر خطبۂ صدارت حضرت کے حکم سے راقم الحروف (محمد ساجد رضا مصباحی) نے پڑھا۔

اس نشست کا موضوع تھا ”ہیلتھ انشورنش اور جنرل انشورنش کا شرعی حکم“ زیر بحث موضوع کے تحت تحریک دعوت انسانیت کو کل 16 مقالات موصول ہوئے، جن کے صفحات کی مجموعی تعداد 71 تھی۔ سوال نامہ حضرت مولانا ناصر حسین مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور نے تیار کیا تھا، جب کہ موصول شدہ مقالات کی تلخیص حضرت مولانا عرفان عالم مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور نے تیار کی تھی، خطبۂ صدارت کے بعد انھوں نے اپنی تیار کردہ تلخیص پیش فرمائی۔ سوال نامہ کے مرتب نے اس موضوع کے تحت تفصیلی معلومات پیش کرنے کے بعد مقالہ نگاروں کی خدمت میں چار سوالات پیش کیے، ہر سوال کے تحت مقالہ نگاروں کی متعدّد رائیں تھیں، جن کی تفصیل آپ تلخیص مقالات کے ضمن میں اسی شمارے میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

مقالات کی تلخیص پیش ہونے کے بعد بحث کا دور شروع ہوا، موضوع کے مختلف گوشوں پر الگ رائیں ہونے کے سبب دل چسپ مباحثے کا دور دیر تک جاری رہا، دلائل وبراہین کی روشنی میں مندوبین اپنے موقف کو مزین کرنے کی کوشش کر رہے تھے، درمیان بحث سراج

الفقہا حضرت مفتی محمد نظام الدین رضوی دم ظلہ نے بڑی مفید باتیں ارشاد فرمائیں ،بحث کو ایک مرکز لاکر نتیجے تک پہنچانے کی پوری کوشش ہوئی، لیکن چوں کہ کافی بحث وتمحیص کے بعد بھی مندوبین کا کسی ایک رائے پر اتفاق نہ ہوسکا،اس لیے سیمینار کے اصولوں کو مد نظر رکھتے ہوئے مزید غور وفکر کے لیے اس موضوع کو اگلے سیمینار کے لیے ملتوی کر دیا گیا اور کوئی فیصلہ نوٹ نہیں کیا جاسکا۔ سربراہِ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ مبارک پور عزیز ملت حضرت علامہ عبد الحفیظ صاحب قبلہ کی دعاؤں پر یہ نشست بھی اختتام تک پہنچی۔

سیمینار کی چوتھی اور آخری نشست:

سیمینار کے چار موضوعات پر بحث وتمحیص تین نشستوں میں مکمل ہو چکی تھی، چوتھی نشست فیصلے اور تاثرات کے لیے طے تھی، ان تینوں نشستوں کا انعقاد "اریب رزورٹ" میں ہوا، آخری نشست کا انعقاد آستانہ عالیہ چشتیہ رفیقیہ ڈیرہ پور میں ہوناتھا، یہیں سے مندوبین کی واپسی کا بھی پروگرام تھا، مورخہ 16 ربیع الاول شریف کو ہر سال آستانۂ عالیہ چشتیہ رفقیہ پر رفیق العلما حضرت علامہ شاہ رفیق الحسن چشتی علیہ الرحمۃ والرضوان کے سالانہ عرس پاک کا آغاز اُن کے پیر ومرشد رئیس الفقہا خواجہ بندہ نواز حضرت سید شاہ مصباح الحسن چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی فاتحۂ مبارکہ سے ہوتا ہے۔

16 ربیع الاول 1448ھ مطابق 30 اگست 2026ء بروز یک شنبہ کو بعد نماز عصر مندوبین کے قافلے بذریعۂ کار اریب رزورٹ سے خانقاہِ عالیہ چشتیہ رفیقیہ ڈیرہ پور کے لیے روانہ ہوئے ، مغرب کی نماز سے کچھ دیر قبل علم وادب کی ان عظیم ہستیوں کا ورودِ مسعود آستانۂ عالیہ چشتیہ رفیقیہ پر ہوا، یہاں پر مندوبین کے لیے عصرانے کا پُر تکلف انتظام تھا، عصرانے سے فراغت کے بعد مغرب کی نماز آستانۂ عالیہ کے احاطۂ نور میں ادا کی گئی۔

سیمینار کی آخری نشست عزیز ملت حضرت علامہ شاہ عبد الحفیظ صاحب قبلہ سربراہ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ مبارک پور کی صدارت اور حضرت علامہ صدر الوریٰ قادری مصباحی کی نظامت میں منعقد ہوئی ،بعد نماز مغرب انتہائی روح پرور ماحول میں تلاوت قرآن کریم سے اس نشست کا آغاز ہوا، صدرِ نشست کے حکم کے مطابق سب سے پہلے سیمینار کی دو نشستوں کے فیصلے حضرت مولانا ناصر حسین مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور نے پڑھ کر سنائے اور فیصلے کے رجسٹر پر تمام مندوبین نے دستخط کیے ۔اس کے بعد چند خاص شرکاے نشست کو تاثرات پیش کرنے کی دعوت دی گئی، جن میں عزیز ملت حضرت علامہ شاہ عبد الحفیظ صاحب قبلہ، سراج الفقہا حضرت مفتی محمد نظام الدین رضوی مصباحی، حضرت مولانا قاضی شہید عالم رضوی بریلی شریف، حضرت مولانا رفیق عالم رضوی مصباحی بریلی شریف، حضرت مفتی رضاء الحق اشرفی مصباحی، حضرت مولانا قاضی فضل احمد مصباحی کے اسماے گرامی خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ تمام مندوبین نے فقہی سیمینار کے انعقاد کو تحریک دعوت انسانیت کا انقلابی قدم قرار دیا اور بانی تحریک دعوت انسانیت حضرت علامہ مفتی محمد انفاس الحسن چشتی مد ظلہ العالی کو ہدیۂ تبریک وتحسین اور ڈھیر ساری دعاؤں سے نوازا۔ حضرت مفتی صاحب قبلہ نے تمام مہمانوں کا ایک بار پھر شکریہ ادا کیا۔ صلاۃ وسلام اور حضرت عزیز ملت دامت برکاتہم القدسیہ کی دعاؤں پر یہ آخری نشست اختتام کو پہنچی۔ اس کے بعد تمام مندوبین نے پُر تکلف عشائیہ سے فارغ ہو کر نماز عشا ادا کی، بے شمار برکات وسعادات اور بڑی خوش گوار یادوں کے ساتھ علماے کرام ومفتیان عظام کے قافلے اپنی اپنی منزل کی طرف روانہ ہوئے ۔ فقہی سیمینار میں دو دنوں تک رونقیں بکھیرنے والے دبستان فقہ کے ان ماہ ونجوم کو حضرت مفتی محمد انفاس الحسن چشتی مد ظلہ العالی نے بڑی محبت کے ساتھ رخصت فرمایا۔

سیمینار کے انتظام وانصرام میں شہ زادگان گرامی وقار حضرت مولانا عبید الحسن چشتی (سچے میاں) حافظ اسید الحسن چشتی (بلال میاں) آستانۂ عالیہ چشتیہ رفقیہ ڈیرہ پور اور تحریک دعوت انسانیت کے ارکان ومبلغین، جامعہ معلم کائنات کے اساتذہ خصوصاً حضرت مفتی غلام محبوب سبحانی چشتی ازہری صدر المدرسین جامعہ معلم کائنات ڈیرہ پور نے شب وروز جدوجہد فرمائی اور اخیر وقت تک مہمانوں کی خدمت میں مصروف رہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام مخلصین کو جزاے خیر عطا فرمائے اور بانی تحریک دعوت انسانیت حضرت علامہ مفتی محمد انفاس الحسن چشتی صاحب قبلہ دام ظلہ العالی کا سایۂ عاطفت دراز فرمائے اور تحریک دعوت انسانیت کے جملہ منصوبوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچائے ۔ آمین بجاہ النبی الکریم وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین. ■■■

خطبۂ صدارت

فقہی سیمینار منعقدہ 15 ربیع النور 1448ھ۔ مطابق 30 اگست 2026ء، شنبہ
بمقام: ڈیرا پور، ضلع کان پور دیہات۔ زیر اہتمام: تحریک دعوتِ انسانیت

از: خیر الاذکیا، عمدۃ المحققین حضرت علامہ محمد احمد مصباحی دامت برکاتہم القدسیہ
ناظم تعلیمات الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ❁ حامداً و مصلیاً و مسلماً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

حضراتِ مندوبین و سامعینِ کرام! بڑی خوشی کی بات ہے کہ برسوں کے وقفے کے بعد آج پھر ایک فقہی سیمینار میں شرکت نصیب ہو رہی ہے۔ 1992ء میں مجلسِ شرعی جامعہ اشرفیہ مبارک پور کا قیام عمل میں آیا اور 1993ء سے 2019ء تک فقہی مذاکرات کا دور چلتا رہا، ساٹھ سے زیادہ اہم اور پیچیدہ مسائل مفتیانِ کرام اور علمائے کرام کی مساعیِ جمیلہ کے طفیل حل آشنا ہوئے۔ لاک ڈاؤن کے زمانے سے یہ سلسلہ رکا تو بڑی پژمردگی آگئی۔

خدا بھلا کرے مفتی انفاس الحسن چشتی اور ان کی تحریک کا کہ انھوں نے اس جمود کو توڑنے کی ہمت کی اور تقریباً ایک سال قبل المجمع الاسلامی میں اساتذۂ اشرفیہ کی ایک مشاورتی نشست رکھی اور باتفاقِ آرا اس بابرکت سلسلے کا آغاز طے ہوا، اسی کی عملی شکل آج آپ کے سامنے ہے۔ ان شاء اللہ الرحمن مجلسِ شرعی کا سیمینار بھی آئندہ جنوری کی ابتدائی تین تاریخوں میں دار العلوم امجدیہ ناگ پور کے زیرِ اہتمام ناگ پور کی سرزمین پر منعقد ہوگا۔

آج اور کل کے زیرِ بحث موضوعات تین ہیں:

❁ عصری تعلیم کے لیے بینکوں سے قرض لینے کا حکم
❁ علاج و معالجہ کے لیے مروجہ کمیشن کا حکم
❁ جنرل انشورنس اور ہیلتھ انشورنس کا حکم

مقالات دیکھنے سے اندازہ ہوا کہ مندوبین نے محنت سے کام لیا ہے اور حتمی نتائج کی سمت پہنچنے کی کوشش کی ہے۔ کچھ جزوی اختلافات رہ گئے ہیں، مگر آپ کی فکرِ رسا اور توفیقِ ربانی سے امید واثق ہے کہ تینوں موضوعات حتمی فیصلے سے ہم کنار ہوں گے۔ ربِ کریم ہمارے سامنے حق و صواب کو روشن کرے اور خطا و زلل سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

اخیر میں تحریکِ دعوتِ انسانیت کی جانب سے عرض گزار ہوں کہ سفر و حضر کے انتظام میں جو کوتاہی رہ گئی ہو اس سے درگزر فرمائیں اور ہو سکے تو نشان دہی بھی فرمائیں؛ تاکہ تلافی کی ممکنہ کوشش عمل میں آسکے۔ یہ یقین رکھیں کہ جس عظیم امر کے لیے آپ جادہ پیما ہیں، اس کا اجر بے کراں ہے جس کے سامنے ساری دنیاوی کلفتیں ہیچ ہیں، ربِ تعالیٰ استقامت اور تیز گامی نصیب فرمائے۔ و آخر دعوانا أن الحمد للہ رب العالمین.

محمد احمد مصباحی
خادم جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، ضلع اعظم گڑھ، یوپی

خطبۂ صدارت

دعوتِ انسانیت فقہی سیمینار

آستانہ عالیہ چشتیہ رفیقیہ، ڈیرہ پور، کان پور دیہات، یوپی

منعقدہ: 16 ربیع النور 1448ھ مطابق 30 اگست 2026ء، یک شنبہ

از: سراج الفقہا مفتی محمد نظام الدین رضوی
شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. ٭حَامِدًا وَّمُصَلِّيًا وَّمُسَلِّمًا.

یہ ہم سب کے لیے بڑے عزّ و شرف کی بات ہے کہ ہم آج ایک اہم فقہی اجلاس میں حاضر ہیں، اور اس حیثیت سے ہماری ذمہ داریاں بہت بڑھ جاتی ہیں۔ ہمارے گفتار و کردار میں تواضع ہو، خوفِ خدا ہو، توکل کی ضیا ہو، ہماری ہستی میں نیستی کا جلوہ ہو، حق تک رسائی کی پوری کوشش ہو۔ خدا کرے ہم «فَسَدِّدُوا وَقَارِبُوا»[1] کے اعزاز سے شرف یاب ہوں۔ فقہ کی یہ جوئے آب رواں ہو چکی ہے تو رواں دواں رہے، اب اسے نظر نہ لگے۔ فقہ نام ہے دین کی سمجھ کا۔ تو آئیے، ذرا اس سمت کی نسیمِ دانش سے کچھ تازگی حاصل کریں۔

(1)- حدیث میں ہے:

نهى رسول الله صلى الله تعالى وسلم عن بيع و شرط.[2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شرط کے ساتھ بیع سے ممانعت فرمائی۔

سوال یہ ہے کہ بیع کی تو شریعت نے خود ہی بہت سی شرطوں کے ساتھ اجازت دی ہے، تو شرط کے ساتھ بیع کی ممانعت کا کیا مطلب؟

فقہاے کرام نے اس کی جو تشریح فرمائی ہے، وہ فقہ الکتاب کا شان دار نمونہ ہے۔ فقہا فرماتے ہیں کہ یہاں شرط سے مُراد وہ شرط ہے جو تقاضاے عقد کے خلاف ہو، اور ساتھ ہی اس میں کسی ایک عاقد کا نفع ہو۔ ایسی شرط بیع میں لگانے سے ممانعت ہے اور بیع اس

---

(1) صحيح البخاري، ج:1، ص:10، كتاب الإيمان/ باب: الدين يسر.

(2) الهداية، ج:3، ص:43، كتاب البيوع/ باب البيع الفاسد.

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي معجمه الوسط حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهُ نَهَى عَنْ بَيْعٍ وَشَرْطٍ، الْبَيْعُ بَاطِلٌ، وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ، ثُمَّ أَتَيْت ابْنَ أَبِي لَيْلَى فَأَخْبَرْته، فَقَالَ: مَا أَدْرِي مَا قَالَا.

(نصب الراية لأحاديث الهداية ج ٤ ص ١٧ كتاب البيوع ،باب البيع الفاسد ، مؤسسة الريان للطباعة والنشر – بيروت)

وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: نَهَى رَسُولُ الله ﷺ عَنْ سَلَفٍ وَبَيْعٍ، وَعَنْ شَرْطَيْنِ فِي بَيْعٍ، وَعَنْ بَيْعِ مَا لَمْ يُقْبَضْ، وَرِبْحِ مَا لَمْ يُضْمَنْ.

(المعجم الأوسط للطبراني، ج:2، ص:154، باب الألف: من اسمه أحمد، دار الحرمين، القاهرة.)

سے فاسد و ناجائز ہوگی۔

سوال یہ ہے کہ یہ تشریح کہاں سے کی گئی؟ کیا اس تشریح پر سرکار علیہ الصلاۃ والسلام سے کوئی نص ہے؟ میری نگاہ اس کی جستجو سے قاصر ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ خدائے ذوالجلال نے بیع کی بنیاد "تراضیِ طرفین" پر رکھی ہے:

"اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ"[3] ترجمہ: مگر یہ کہ تمھاری باہمی رضامندی کا سودا ہو۔

اور جب شرط تقاضائے عقد کے خلاف ہو، ساتھ ہی اس میں کسی ایک عاقد کا نفع ہو، تو اس پر دونوں فریق کی طرف سے تراضی نہ ہوگی۔

فقہا نے اس مقام پر إِلَّا أَنْ تَكُونَ مُتَعَارَفًا کا استثناء ذکر کرکے یہ ذہن دے دیا ہے کہ شرط متعارف ہو تو معتبر ہوگی، بیع کی صحت پر کوئی اثر نہ آئے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شرط کا عرفِ عام ہو تو وہ تقاضائے عقد کے موافق ہوتی ہے، اس پر تراضیِ طرفین پایا جاتا ہے، تو عرف ناس کا اعتبار کرکے بھی ہم نے کتاب اللہ پر ہی عمل کیا ہے۔

اب ایک گوشۂ نظر ادھر بھی:

تراضی طرفین ہو تو عقد بجا ہوتا ہے، اور عرفِ عام ہو تو شرط پر تراضیِ عامۂ ناس ہوتی ہے، اس لیے بطورِ عرف اس کا اعتبار ہوگا۔

اس لیے کسی بھی موڑ پر عرف سے استدلال کرتے وقت ہمیں اس پر نظر رکھنی چاہیے کہ اس مسئلے میں تراضیِ عامہ پائی جاتی ہے یا نہیں۔

مثال کے طور پر سوچا جاسکتا ہے کہ آج کے جدید اَطبا کے کمیشن پر عرفِ عام ہو چکا ہے، تو جائز ہونا چاہیے، مگر اسی فکر کے ساتھ ہمارا ذہن اس طرف بھی جانا چاہیے کہ کیا پورا سماج اس پر راضی بھی ہے؟ اگر ایسا نہیں ہے تو عرف نہیں ہے، تراضیِ ناس نہیں ہے، تو یہ عمل آیت کریمہ: اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ○ کے خلاف ہوگا۔

تمام بیوع و معاملات کا مدار یہی آیتِ کریمہ ہے، اس لیے ہر موڑ پر ہمیں یہ مدار یا یہ معیار یاد رکھنا چاہیے۔

(2)- حدیث میں ہے:

نهى رسول الله صلى الله تعالى وسلم عن بيع ما لم يقبض.[4]

---

(3) القرآن الحكيم، سورة النساء: 4، الآية: 29.

(4) الهداية، ج: 3، ص: 58، كتاب البيوع/ باب المرابحة والتولية.

أَخْرَجَهُ النَّسَائِيُّ فِي سُنَنِهِ الْكُبْرَى عَنْ يَعْلَى بْنِ حَكِيمٍ عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عِصْمَةَ عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ، قَالَ: قُلْت: يَا رَسُولَ اللهِ إنِّي رَجُلٌ ابْتَاعَ هَذِهِ الْبُيُوعَ وَأَبِيعُهَا فَمَا يَحِلُّ لِي مِنْهَا، وَمَا يَحْرُمُ؟ قَالَ: «لَا تَبِيعَنَّ شَيْئًا حَتَّى تَقْبِضَهُ»، انْتَهَى. وَرَوَاهُ أَحْمَدُ فِي مُسْنَدِهِ، وَابْنُ حِبَّانَ فِي صَحِيحِهِ فِي الْقِسْمِ الثَّانِي، وَهُوَ قِسْمُ النَّوَاهِي، وَلَفْظُهُ: قَالَ: «إذَا ابْتَعْت بَيْعًا، فَلَا تَبِعْهُ حَتَّى تَقْبِضَهُ»، انْتَهَى.....أَخْرَجَهُ الْأَئِمَّةُ السِّتَّةُ فِي كُتُبِهِمْ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: الَّذِي نَهَى عَنْهُ النَّبِيُّ ﷺ فَهُوَ الطَّعَامُ أَنْ يُبَاعَ حَتَّى يُقْبَضَ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَلَا أَحْسِبُ كُلَّ شَيْءٍ إلَّا مِثْلَهُ، انْتَهَى. (نصب الراية لأحاديث الهداية ج ٤ ص ٣٢،٣٣كتاب البيوع،باب المرابحة والتولية ، مؤسسة الريان للطباعة والنشر – بيروت)

وعن عبد الله بن عمرو، نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن سلفٍ وبيع، وعن شرطين في بيع=

ترجمہ: اللہ کے رسول ﷺ نے مبیع پر قبضہ سے پہلے اس کو بیچنے سے ممانعت فرمائی۔

حدیث کے اطلاق پر نظر فرمائیے تو قبض مبیع سے پہلے ہر بیع ممنوع ہونی چاہیے، مگر ایسا نہیں۔ زمین کی بیع ہو تو اس پر قبضہ سے پہلے خریدار کے ذریعہ اس کی بیع جائز و درست ہے۔ تو کیا یہ حکم حدیث نبوی کے خلاف ہے؟

ایسا بھی نہیں، ایسے حکم سے اجتناب ضروری ہے کہ یہ فقہِ دین نہیں ہے۔ فقہا فرماتے ہیں کہ یہاں ممانعت کی علت "غرر انفساخِ عقد" (عقد بیع کے از خود فسخ ہو جانے کا خطرہ) ہے، جو زمین کے مسئلے میں نہیں پائی جاتی، لہذا وہ جائز ہے، لیکن عَقار کے سوا عام مال و متاع کی بیع قبضہ سے پہلے ہو، تو غرر انفساخِ عقد ہوگا اور ایسے اموال کی بیع ناجائز ہوگی۔

اب ایک گوشۂ نظر ادھر بھی:

کیا عقار کے سوا ہر مال و متاع کی بیع میں یہ غرر انفساخ ہے؟ ایسا نہیں۔

جلدی سے بچیے، ورنہ آن لائن بیع کی کثیر صورتیں بیانِ جواز کے دائرے سے باہر ہوں گی اور یہ فَسَدِّدُوا وَقَارِبُوا کی روش سے بھی دوری ہوگی۔

"غرر انفساخ عقد" صرف اُس صورت میں ہوگا جب مبیع کی ذات اشارہ وغیرہ سے متعیّن ہو، مثلاً کسی نے کہا: "میں نے اپنا یہ موبائل تمھارے ہاتھ بیچا"، تو ہو سکتا ہے وہ موبائل چوری ہو جائے، کوئی اسے لے کر فرار ہو جائے، یا پانی میں ڈوب جائے، یا کہیں بھی کھو جائے، اور خریدار نے قبضے سے پہلے ہی اسے دوسرے کے ہاتھ بیچ دیا، تو یہ بیع مبیع کے کھو جانے کی وجہ سے از خود فسخ ہو جائے گی۔

مگر آن لائن بیع کی صورت میں، مثلاً موبائل کی ذات متعیّن نہیں ہوتی؛ کیوں کہ یہاں خرید و فروخت میں کوئی متعیّن موبائل کی طرف نہ اشارہ ہوتا ہے، نہ اس کی بیع ہوتی ہے، بلکہ صرف اس کا نام، نمبر، ماڈل بتا دیا جاتا ہے، تو ایسا موبائل ساری دنیا میں اور تقریباً ہر مارکیٹ میں دست یاب ہوتا ہے۔ وہاں اس کے ناپید ہونے کا تصور بالعموم نہیں پایا جاتا، اس لیے اس کی اجازت دینی چاہیے، اور یہ عین فقہ ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی دیکھیے کہ اس عقد پر عامۂ ناس کی تراضی بھی پائی جا رہی ہے۔

(3)- حدیث میں ہے:

مَنْ بَنَى مَسْجِدًا لله بَنَى الله لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ مِثْلَهُ.(5)

ترجمہ: جس نے اللہ کے لیے مسجد بنائی، اللہ اس کے لیے اس کے مثل جنت میں محل بنائے۔

اس حدیث میں تو مَنْ بَنَى لله مَسْجِدًا کے لیے جنت کی بشارت ہے، مگر سوال یہ ہے کہ کسی شخص نے ویران، غیر آباد جنگل میں مسجد بنا دی تو کیا وہ بھی اس بشارت کا حق دار ہے؟

ہمارے فقہا فرماتے ہیں کہ ویران جنگل کی یہ عمارت شرعاً مسجد نہیں ہے، لہذا اس کا بانی بشارتِ جنت کا حق دار نہ ہوگا۔ فتاویٰ ہندیہ اور فتاویٰ رضویہ وغیرہ میں یہ صراحت ہے۔

تو کیا یہ ارشاد نبوت سے فقہا کا اختلاف ہے، ایسا نہیں؟ وہ حضرات تو للّٰہیت اور خشیّتِ خداوندی کے پیکر ہوتے ہیں۔ ان کے

=واحد، وعن بيع ما ليس عندك، وعن ربح ما لم يضمن. (أخرجه النسائي (٤٦٣١) واللفظ له، وابن ماجه (٢١٨٨) مختصراً، وأحمد (٦٩١٨) باختلاف يسير)

(5) الصحيح لمسلم، ج:2، ص:411، كتاب الزهد/ باب فضل بناء المسجد.

بارے میں ایسا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ پھر ان کے اس فتوے کی توجیہ کیا ہے؟

تو عرض ہے کہ مساجد اللہ عزوجل کے ذکر و عبادت کے لیے بنائی جاتی ہیں جیسا کہ حدیث صحیح میں وارد ہے، تو مساجد کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ انھیں ذکر الٰہی و عبادتِ خداوندی کے ذریعے آباد کیا جائے اور اپنے امکان بھر آباد رکھا جائے۔

ارشاد باری ہے: إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ.(6)

ترجمہ: اللہ کی مسجدوں کو وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔

جب کہ ویران جنگل کی یہ مسجد روزِ اول سے ہی ویرانی کے لیے متعیّن ہے، تو ہمارے فقہاے کرام کا یہ فتویٰ در حقیقت قرآن کریم کی اس آیت پر عمل ہے۔

(4)- صحیح بخاری شریف میں ہے:

عَنْ عَبْدِ الله بْنِ عُمَرَ ، أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَالَ: «أَيُّمَا رَجُلٍ قَالَ لِأَخِيهِ: يَا كَافِرُ، فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا.»(7)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے اپنے کسی مسلمان بھائی کو کافر کہا، تو دونوں میں سے ایک پر وہ کفر پلٹے گا۔

اور صحیح مسلم شریف میں پوری حدیث ان الفاظ میں ہے:

عَنْ عَبْدِ الله بْنِ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أَيُّمَا امْرِئٍ قَالَ لِأَخِيهِ: يَا كَافِرُ ، فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا، إِنْ كَانَ كَمَا قَالَ، وَإِلَّا رَجَعَتْ عَلَيْهِ.(8)

ترجمہ: عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے بھی اپنے کسی مسلمان بھائی کو کافر کہا تو وہ کفر دونوں میں سے ایک پر پلٹے گا۔ جسے کافر کہا اگر وہ واقعی کافر ہے تو ٹھیک، ورنہ قائل کافر ہو جائے گا۔

اس حدیث سے یہ ثبوت فراہم ہوتا ہے کہ کوئی کسی مسلمان کو کافر قرار دے تو کفر اس کی طرف پلٹ جائے گا۔ بظاہر یہ حکم اپنے اطلاق کی وجہ سے تکفیر کی تمام صورتوں کو عام ہے، مگر حقیقت اس کے خلاف ہے؛ کیوں کہ اگر کوئی صاحبِ فقہ اپنی تحقیق اور فہمِ دلیل کی بنا پر کسی کی تکفیر کر دے حالاں کہ واقع میں وہ خطا پر ہو، تو اس پر کفر کا حکم نہ ہوگا؛ کیوں کہ اپنی دلیل و تحقیق کی بنا پر وہ صاحبِ کفر کو کافر کہہ رہا ہے، اپنے کسی مسلم بھائی کو نہیں۔ اس لیے وہ مَنْ قَالَ کے عموم میں شامل نہیں۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ترجمۃ الباب میں "بغیر تاویل" کا ذکر کر کے اس حقیقت کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ اور امام نووی علیہ الرحمہ نے شرح مسلم میں اس پر واضح الفاظ میں گفتگو کی ہے۔

---

(6) القرآن الحكيم، سورة التوبة: 9، الآية: 18.

(7) صحيح البخاري، ج: 2، ص: 901، كتاب الأدب/ باب من أكفر أخاه بغير تأويل فهو كما قال.

(8) الصحيح لمسلم، ج: 1، ص: 57، كتاب الإيمان/ باب بيان حال إيمان من قال لأخيه المسلم: يا كافر.

گناہ کبیرہ کا مرتکب اہل سنت وجماعت کے نزدیک فاسق تو ہے مگر کافر نہیں جس کی دلیل حدیث نبوی "وإن زنی وإن سرق." ہے مگر اس کے بر خلاف خوارج اور معتزلہ اس کو دائرۂ اسلام سے خارج مانتے ہیں، جس کا سبب ایک حدیث پاک سے استناد ہے جس کے فہم میں ان سے خطا ہوئی، اس لیے علماے امت نے ان پر کفر کا فرمان نہیں جاری کیا۔ یہ فقۂ الحدیث وفقۂ السُّنہ ہے۔

(5)-حدیث مسلم میں ہے:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی الله عنه قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ:
مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ، وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ.(9)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:
تم میں سے جو شخص کوئی مُنکَر و معصیت کو دیکھے تو اُسے چاہیے کہ اسے اپنے ہاتھ سے بدل دے، پھر اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو اپنی زبان سے اسے روکے، اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو اپنے دل سے اسے برا جانے اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔

یہ حدیث اپنے مفہوم کے لحاظ سے بہت واضح ہے، مگر آج کا جدید ذہن اس سے استدلال کرتا ہے کہ **مُنکَر** سے مراد وہ گناہ ہے جس کے معصیت ہونے پر اجماع ہو، جیسا کہ امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرح مسلم میں صراحت فرمائی۔

تو جو گناہ اجماعی معصیت نہ ہوں، جیسے داڑھی کٹا کر چھوٹی کرنا وغیرہ، وہ مُنکَر نہ ہوں گے، لہذا وہ اس حدیث کے ضمن میں بھی نہ آئیں گے۔ اس فکر کا حاصل یہ ہے کہ داڑھی کٹا کر چھوٹی رکھنے میں کوئی مضایقہ نہیں کہ یہ مُنکَر نہیں۔

مگر یہ استدلال فقہ سے بعید ہے؛ کیوں کہ حدیث کا لفظ «مَن» عام ہے، جو تمام علماے امت اور ائمۂ فقہ کو عام ہے، جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ یہ حکم تمام علماے مذاہب اور ائمۂ فقہ کو دیا جا رہا ہے، اور ظاہر ہے کہ سب ائمہ وفقہا اسی گناہ سے منع کریں گے جو سب کے نزدیک معصیت ہو۔ اس لیے یہاں مُنکِر کا اطلاق "اجماعی معصیت" پر ہی ہوگا۔

یوں ہی دوسرے نصوص کتاب وسنت میں مُنکَر کا لفظ وارد ہو تو وہ بھی اجماعی معصیت ہوگا کہ ان نصوص کا اتباع سب پر واجب ہے تو سبھی ائمہ کے اتفاق کے ساتھ وہ معصیتِ اجماعی ہی ہوگا۔ لیکن جب حدیث نبوی نے اجتہادِ فقہا کو حجت تسلیم کیا ہے اور اجتہادِ صواب پر دو اور خطا پر ایک اجر کی بشارت وترغیب بھی دی ہے،(10) تو وہ اگر کسی قول یا فعل کو معصیت قرار دیں تو وہ بھی ایک طرح کا مُنکَر ہوگا۔ ہاں، یہ مُنکَرِ مذہبی ہوگا، مُنکَرِ شرعی نہ ہوگا، اور اس کا مطلب بھی جواز نہیں، فقہ دین ومذہب کی روشنی سے عیاں ہوتا ہے کہ مُنکَرِ مذہبی اپنے مذہب کی حد تک مذموم وممنوع ہے۔ لہٰذا کوئی حنفی داڑھی کٹا کر ایک مشت سے کم رکھنے کو جائز نہیں قرار دے سکتا۔ یہ عین فقہ ہے۔

---

(9) الصحيح لمسلم، ج:1، ص:51، كتاب الإيمان/ باب بيان كون النهي عن المنكر من الإيمان.

(10) صحیح بخاری شریف میں ہے:
عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ :أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ. =

فقہِ دین اور نصوصِ شرعیہ سے تمسک:

میرے عزیزو! فقہِ دین کا یہ سلسلہ بہت دراز ہے۔ ہمیں ان چند نمونوں کے پیشِ نظر در پیش مسائل کو سمجھنا چاہیے، اور کتابِ عزیز واحادیثِ نبوی سے تمسک واعتصام کا دامن ہمیشہ ہمارے ہاتھوں میں رہنا چاہیے۔

حکمِ شرعی کی تحقیق شاہ راہِ تحقیق پر چل کر ہو:

حکمِ شرعی تو دراصل اللہ کا حکم ہے، وہی اس کا موجب ہے، اور رسول اللہ ﷺ نے اس کی تشریح وتبیین فرمائی۔ یہ دلائل وعِلل حکمِ شرعی کے معرفات وعلامات ہیں۔ گویا یہ ایک طرح کے مشعل ہیں، جن کی روشنی میں ہم حکمِ شرعی کو پہچان لیتے ہیں۔

بس اسی طور پر ہمیں ان دلائل اور عِلل سے کام لینا چاہیے۔ آنکھوں پر پردہ پڑا ہو تو مشعل کے نور سے ہمیں منزل مقصود تک رہنمائی نہ ہو سکے گی۔ یوں ہی جب بندے کی تحقیق کی راہ میں انانیت اور نفسانیت کا پردہ حائل ہو جاتا ہے تو یہی مشعلِ نور اس کے لیے حکمِ شرعی کو روشن نہیں کرتی، مگر یہ کمی مشعل کی نہیں، مشعل سے استفادہ کی ہوتی ہے۔

اس لیے حکمِ شرعی کی تحقیق کا سفر شاہ راہِ تحقیق سے یوں ہونا چاہیے:

1۔ مُعرفاتِ احکام کی وہ مشعل ہمیشہ ہاتھوں میں رہے۔

2۔ دل میں ہر آن خوفِ خدا ہو، اللہ کی ذات پر بھروسا ہو اور اسی کی رضا کے لیے عزمِ سفر ہو۔

جس باب کا مسئلہ تحقیق کے لیے سامنے آئے، پہلے اس پورے باب کا بغور مطالعہ کیا جائے اور جو کلیات وجزئیات یا عِلل زیرِ غور مسئلے کے دلائل یا مُعرفات کی حیثیت سے سامنے آئیں، ان میں بار بار غور کریں۔ کسی ایک دلیل پر دل جمے تو اس کی مخالف دلیل پر بھی نظر ڈالیں۔ غور وفکر کا یہ مرحلہ عرصہ تک جاری رکھیں، اور جس دلیل پر ہر طرح دل مطمئن ہو جائے، اس کو اختیار کریں۔

3۔ پھر اسے حرفِ آخر نہ سمجھیں، بلکہ ایک محتاجِ بے نوا کی اپنی استطاعت بھر کوشش سمجھیں اور قبولِ حق کے لیے دل کا دروازہ ہمیشہ کھلا رکھیں۔ امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی بے مثال کتاب كفل الفقيه الفاهم في أحكام قرطاس الدراهم کے مطالعہ سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے۔

4۔ اس کے لیے مسلسل مطالعہ، غور وفکر اور شب وروز عرق ریزی ضروری ہے، پھر گوہرِ مقصود ہاتھ آتا ہے۔

5۔ اپنی رائے کی خطا پر بھی تنگ دل نہ ہوں، ہمیشہ حوصلہ بلند رکھیں۔ عموماً فقہ کی دولت چالیس سال یا اس سے زائد عمر میں

=وَإِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ. (صحيح البخاري، ج:2، ص:1092، كتاب الاعتصام/ باب أجر الحاكم إذا اجتهد فأصاب أو أخطأ.)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے فرماتے سنا کہ جب حاکم کوئی فیصلہ کرنا چاہے اور اجتہاد کرے اور وہ اجتہاد درست ہو تو اس کے لیے دو اجر وثواب ہیں، اور جب حاکم کوئی فیصلہ کرنا چاہے اور اجتہاد کرے اور اجتہاد میں خطا ہو جائے تو اس کے لیے ایک اجر وثواب ہے۔

حاصل ہو پاتی ہے، وہ بھی اسے جو مسلسل کسب میں لگا رہے۔

6۔ اور بہر حال محض کسب یا جد و جہد کو نعمتِ فقہ کا سبب نہ سمجھیں کہ یہ نعمت کسبی کم، وہبی زیادہ ہوتی ہے۔ اسی لیے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ يُرِدِ اللهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ.(11)

ترجمہ: اللہ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے، اسے دین کا فقیہ بناتا ہے۔

یہ الگ بات ہے کہ عموماً یہ عطیۂ ربانی جد و جہد کے بعد ہی حاصل ہوتا ہے۔

اسے ایک مثال کی روشنی میں سمجھنا چاہیے:

لوگ کسی امیر کا کام کرتے ہیں اور ڈیوٹی پوری ہو جاتی ہے تو اجرت کے حق دار ہوتے ہیں، مگر ایک شخص ڈیوٹی سے بے نیاز ہو کر دن رات اپنے آقا کے کام میں رضا کارانہ طور پر لگا رہتا ہے، نہ داد کی پرواہ، نہ صلہ کی آرزو، بس اس کے دل میں ایک خیر خواہی کا جذبہ ہوتا ہے، جو اسے اس کے کام میں دیوانگی کی حد تک مشغول رکھتا ہے۔

امیر صاحبِ دل ہے تو اسے اس کی اس خیر خواہی اور جذبۂ فداکاری پر از راہِ کرم انعامِ خصوصی سے ضرور نوازے گا۔

کچھ ایسا ہی حال خدمتِ فقہ کا بھی ہے کہ جو لوگ اس کار اہم میں شب و روز مشغول رہتے ہیں، اللہ عزوجل انھیں نعمتِ فقہ سے بس اپنے فضلِ خاص سے بہرہ ور کر دیتا ہے۔

خدا کرے، یہ مجلس ہمیشہ اس شاہراہ پر گامزن رہے اور خلقِ خدا اس چشمۂ شیریں سے فیض یاب ہوتی رہے۔

اہم گزارش:

اب اخیر میں ایک گزارش کر کے ہم اپنی گفتگو ختم کرتے ہیں:

کسی مسئلے سے متعلق علمائے مجلس کا ایک نتیجے پر اتفاق ہو جائے تو اسے مجلس کا فیصلہ قرار دیا جائے گا، اور اگر کافی بحث و تمحیص کے باوجود اتفاق نہ ہو سکے، تو دلیل میں وزن کی شرط پر مسئلے کو اختلاف رائے کے ساتھ درج کر لیا جائے۔

یہ ایک خادم فقہ کی مؤدبانہ گزارش ہے۔

یہ قصۂ لطیف ابھی ناتمام ہے
جو کچھ بیاں ہوا، ابھی آغاز باب تھا

❁ ❁ ❁

(11) صحيح البخاري، ج: 1، ص: 16، كتاب العلم/ باب من يرد الله به خيرا يفقه في الدين.

تحریک دعوت انسانیت کے زیر اہتمام منعقد "فقہی سیمینار" کا

خطبۂ استقبالیہ

از: مفتی محمد انفاس الحسن چشتی حفظہ اللہ
شیخ الحدیث وصدر شعبۂ افتا وقضا جامعہ معلم کائنات وبانی تحریک دعوت انسانیت ڈیرہ پور

نحمدہٗ نصلی ونُسلِّمُ علیٰ رسولہِ الکریم*وعلیٰ اٰلہٖ واصحابہٖ اجمعین.

اکابرینِ ملّت، اربابِ تحقیق وافتا و جملہ معزز حاضرین! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج کا یہ مبارک ومسعود دن تحریک دعوت انسانیت، ڈیرہ پور کے تاریخ ساز سفر میں ایک درخشندہ باب اور علمی تابندگی کا سنگِ میل ہے۔ سرزمینِ ڈیرہ پور کے افق پر طلوع ہونے والی یہ مبارک صبح، فضلِ خداوندی کا وہ عظیم اور بے مثال مظہر ہے جس کی سحر انگیزیوں اور معنوی برکات کو بیان کرنے کے لیے مسندِ ادب کے تمام تر استعارے اور الفاظ قاصر ہیں۔ یہ بات ہمارے لیے موجبِ عزو شرف، باعثِ صد افتخار اور سرمایۂ سعادت ہے کہ ہمیں ملک بھر کے مختلف گوشوں اور علمی مراکز سے تشریف لائے ہوئے جلیل القدر علماے کرام، مفتیانِ عظام اور فکرِ اسلامی کے نکتہ سنج محققین ومصنفین کو "اھلاً وسھلاً مرحبا" کہنے کا موقع میسر آیا۔ ہم دل کی گہرائیوں سے اپنے تمام مندوبین کا استقبال کرتے ہیں اور شکریہ بھی ادا کرتے ہیں کہ آپ نے اپنے قیمتی اوقات کا ایک اہم حصہ شرعی مسائل کی تحقیق وجستجو کے لیے نکالا اور مکمل تلاش وتتبع اور تحقیق وتفحص کے بعد سیمینار کے عنوانات پر گراں قدر مقالات رقم کیے، کرم بالاے کرم کہ سفر کی صعوبتیں برداشت فرما کر اس سیمینار کو رونق بخشی، یقیناً یہ ساری کاوشیں آپ کے اخلاص، دین سے سچے لگاؤ اور امت مسلمہ کی خیر خواہی کے مظاہر ہیں۔

معزز مندوبین! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ آج کا یہ عظیم الشان فقہی سیمینار تحریک دعوت انسانیت ڈیرہ پور کے زیر اہتمام منعقد ہو رہا ہے۔ تحریک دعوت انسانیت ڈیرہ پور کا قیام جون ۲۰۲۱ء میں اکابر علماے اہل سنت سے مشاورت کے بعد عمل میں آیا۔ قیام تحریک کے پس منظر میں درج ذیل مقاصد اور عزائم کار فرما تھے:

- مسلمانوں کے ایمان وعقیدے کا تحفظ
- باطل اور گمراہ فرقوں کے فریب سے امت مسلمہ کی حفاظت
- دینی وعصری تعلیم کا فروغ اور مدارس، مکاتب، اسکول اور کالجز کا قیام
- تربیت یافتہ اہل علم مبلغین کے ذریعہ دین کی دعوت وتبلیغ
- سماج کے غریب، نادار اور مفلوک الحال لوگوں کی مالی امداد واعانت
- علمی، تحقیقی اور اصلاحی کتابوں کی تصنیف وترتیب اور طباعت واشاعت

تحریک دعوت انسانیت کی یہ خوش نصیبی رہی ہے کہ اسے روزِ اوّل سے ہی جماعت اہل سنت کے اکابر علماے کرام اور اصحاب فکر ونظر کی مشاورت ورہ نمائی حاصل رہی ہے، تحریک دعوت انسانیت کے مشیران کار میں درج ذیل یگانۂ روزگار اور عبقری شخصیتوں کے اسماے گرامی شامل ہیں:

- بقیۃ السلف حضرت علامہ مفتی رحمت اللہ قادری بلرام پوری سابق شیخ الحدیث دار العلوم غریب نواز الہ آباد یوپی

- خیر الاذکیا، عمدۃ المحققین حضرت علامہ محمد احمد مصباحی دامت برکاتہم القدسیہ ناظم تعلیمات الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور
- سراج الفقہا حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین رضوی مصباحی شیخ الحدیث وصدر شعبۂ افتا الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور
- ادیب شہیر حضرت علامہ نفیس احمد مصباحی شیخ الادب الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ
- فاضل علوم اسلامیہ حضرت علامہ صدر الوریٰ قادری مصباحی الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ
- استاذ العلما حضرت علامہ مسعود احمد برکاتی الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ

تحریک دعوت انسانیت کے دو عظیم محسن وکرم فرما جن کی نوازشات اور دعاؤں نے تحریک کا سفر آسان کیا، اب وہ ہمارے درمیان نہیں ہیں، ہم ان کی کرم نوازیوں کو کبھی فراموش نہیں کر سکیں گے، یعنی:

(1)- مخدوم گرامی مرتبت، شہ زادۂ اکبر المشایخ، مفکر اسلام حضرت علامہ شاہ سید محمد انور میاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ آستانۂ عالیہ صمدیہ دار الخیر پھپھوند شریف (وصال 1447ھ/2026ء) جو تحریک کے قیام سے لے کر اپنی حیات کے آخری ایام تک تحریک کی سرپرستی فرماتے رہے۔

(2)- رئیس التحریر حضرت علامہ یٰسین اختر مصباحی رحمۃ اللہ علیہ (1953ء-2023ء) جنھوں نے تحریک دعوت انسانیت کے زیر اہتمام منعقد مکاتب اسلامیہ کے نصابی نشستوں میں شرکت فرما کر اپنے قیمتی مشوروں سے نوازا۔

پانچ سال کے مختصر عرصے میں تحریک دعوت انسانیت نے اپنے مقاصد اور عزائم کی تکمیل کے لیے جو کوششیں کی ہیں ہم یہاں اس کا ایک مختصر جائزہ پیش کرتے ہوئے گفتگو کا سلسلہ آگے بڑھاتے ہیں۔

اس وقت تحریک دعوت انسانیت کے درج ذیل شعبے اپنے وسائل اور توانائی کے اعتبار سے سرگرم عمل ہیں:

❶- شعبۂ دعوت وتبلیغ ❷- شعبۂ تعلیم وتربیت ❸- شعبۂ تصنیف وتالیف

شعبۂ دعوت وتبلیغ میں باضابطہ مناسب تنخواہوں پر مبلغین مقرر کیے گئے ہیں، یہ تمام مبلغین عالم دین اور معیاری اداروں سے فارغ التحصیل ہیں، یہ مبلغین سفر کی صعوبتیں برداشت کرتے ہوئے گاؤں، قصبات اور شہروں میں جاکر مسلمانوں کو دین کی دعوت پیش کر کے انھیں دین سے قریب کرنے کی کوشش کرتے ہیں، ان مبلغین کی تنخواہوں کے ساتھ سفر کے تمام مصارف بھی تحریک کی جانب سے ادا کیے جاتے ہیں۔

شعبۂ تعلیم وتربیت تحریک دعوت انسانیت کا ایک اہم شعبہ ہے، جس کے تحت متعدّد مدارس ومکاتب علم دین کے فروغ میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں، تحریک دعوت انسانیت ڈیرہ پور کے زیر اہتمام چلنے والے اداروں میں جامعہ معلم کائنات سب سے اہم ادارہ ہے، جہاں درجۂ اعدادیہ سے تخصص فی الفقہ کی تعلیم کا انتظام ہے، باصلاحیت اور باوقار اساتذہ کی ایک ٹیم بہتر تعلیم وتدریس کے لیے کوشاں رہتی ہیں۔ آستانۂ عالیہ چشتیہ رفیقیہ ڈیرہ پور سے متّصل جامعہ ام الورع للبنات کے نام سے بچیوں کا ادارہ قائم ہے جس میں اسلامی شہ زادیوں کی اعلیٰ تعلیم وتربیت کا معقول انتظام ہے، اس ادارے میں تقریبًا تین سو بچیاں زیر تعلیم ہیں، اس ادارے میں بھی فضیلت تک کی تعلیم کا باضابطہ انتظام ہے، مدرسہ محمدیہ مصباح العلوم ڈیرہ پور میں شعبۂ حفظ قائم ہے، جہاں حفظ بالتجوید کی تعلیم کا عمدہ انتظام ہے، مدرسہ غوثیہ غریب نواز راٹھ ہمیر پور میں شعبہ حفظ کا ادارہ قائم ہے جس میں عمدہ تعلیم کا شان دار نظم اور بچوں کے قیام وطعام کا انتظام بھی ہے، ساتھ ہی شعبۂ تبلیغ میں دو عالم ومفتی وہاں مقیم ہیں، اس کے علاوہ 30 مقامات پر مکاتب اسلامیہ قائم ہیں جہاں نونہالان اسلام دینی تعلیم وتربیت سے آراستہ ہو رہے ہیں۔ ان تمام تعلیمی اداروں کے مصارف تحریک دعوت انسانیت کی طرف سے ادا کیے جاتے ہیں۔ تحریک دعوت انسانیت نے اکابر علماے کرام اور ماہرین تعلیم کی نگرانی میں مکاتب اسلامیہ کا ایک انتہائی جامع اور موثر نصاب تعلیم تیار کرایا ہے، جس کے تحت "اسلامیات کورس" کے نام سے پانچ سالہ نصاب اور نصابی کتابیں تیار ہو کر منظر عام آچکی ہیں۔

شعبۂ تصنیف و تالیف ایک اہم شعبہ ہے، جس کے تحت متعدّد علمی، تحقیقی، اصلاحی اور نصابی کتابیں شائع ہوتی ہیں، اب تک درج ذیل کتابیں تحریک دعوت انسانیت کے زیر اہتمام شائع ہو چکی ہیں:

(1)-دلائل الخیرات شریف (2)- شرعی مجالس اردو (3) قواعد فتویٰ ترجمہ شرح عقود رسم المفتی (4)-فقہی قواعد ترجمہ الاشباہ والنظائر (5)-حیات رفیق العلما (6)- جہاں رفیق العلما (7)- بہار ادب اردو قاعدہ (8)-قرآنی قاعدہ (9)-اسلامیات کورس سال اول (10)-اسلامیات کورس سال دوم (11)-اسلامیات کورس سال سوم (12)-اسلامیات کورس سال چہارم (13)-اسلامیات کورس سال پنجم (14)- بر صغیر کے چند گمراہ فرقوں کا تعارف (15)- ارشادات غریب نواز (16) شرح قطبی مع میر (17)-گلدستۂ احادیث (18)-ارشادات رسول انور (19)-شرعی مجالس ہندی

تحریک دعوت انسانیت کے زیر اہتمام سماجی خدمات کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہے، سردیوں میں غریب اور مفلوک الحال افراد کے درمیان کمبل وغیرہ تقسیم کیے جاتے ہیں، ہر سال آنکھوں کے علاج کے لیے مفت کیمپ لگایا جاتا ہے، جس میں کثیر تعداد میں مریض پہنچتے ہیں اور ماہر ڈاکٹروں کے ذریعہ ان کا علاج ہوتا ہے، حسب ضرورت دوا اور چشمے دیے جاتے ہیں، بہت سارے افراد کو آپریشن کی ضرورت ہوتی ہے تحریک اپنے خرچے پر ان کا آپریشن کراتی ہے، موقع بہ موقع راشن کٹ بھی تقسیم کیے جاتے ہیں۔

آج کا یہ فقہی سیمینار بھی تحریک دعوت انسانیت کی کاوشوں کا ایک حصہ ہے، جس کے پس پردہ تحریک کے مشیران کار خصوصاً خیر الاذ کیا حضرت علامہ محمد احمد مصباحی مد ظلہ العالی صدر مجلس شرعی جامعہ اشرفیہ مبارک پور، سراج الفقہا حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین رضوی مصباحی مد ظلہ العالی ناظم مجلس شرعی جامعہ اشرفیہ مبارک پور اور حضرت علامہ نفیس احمد مصباحی، حضرت علامہ صدر الوریٰ قادری مصباحی، حضرت علامہ مسعود احمد برکاتی زید مجدہم ارکان مجلس شرعی جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے مفید مشورے، رہ نمائیاں اور حوصلہ افزائیاں کارفرما رہی ہیں۔

معزز علمائے کرام و مفتیانِ عظام! فقہِ اسلامی محض چند احکام و قوانین یا جزئیات کا جامد مجموعہ نہیں، بلکہ یہ ربّانی ہدایت کا وہ بحرِ بیکراں ہے جس کے اندر ہر دور کے نت نئے چیلنجز اور انقلابات کا کافی و وافی حل موجود ہے۔ شریعتِ مطہرہ کا یہ زندہ و جاوید نظامِ فکر اس قدر جامع، مستحکم اور آفاقی ہے کہ تاقیامِ قیامت انسانی زندگی کے تمام تر معاشی، سماجی، طبی، اور اخلاقی مسائل کی عقدہ کشائی کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

عصرِ حاضر جہاں جدید تجارتی پیچیدگیوں، مالیاتی جدتوں، اور روز مرّہ کے بدلتے حالات سے گزر رہا ہے، وہیں امت مسلمہ بے شمار نو پید اور پیچیدہ مسائل کے سلسلے میں شرعی رہنمائی کے منتظر ہیں۔ ایسے نازک موڑ پر، اکابرینِ امت اور اربابِ فقہ وافتا کی ذمے داریاں دوچند ہو جاتی ہیں کہ وہ فقہ حنفی کے اصول، مبادی، قواعد اور مقاصدِ شریعت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے غور و فکر کریں اور امت کو ابہام و تشکیک کی تاریکی سے نکال کر علم کی روشنی سے قریب کریں اور نو پید مسائل کے سلسلے میں انھیں واضح ہدایات فراہم کریں۔

تحریک دعوت انسانیت نے امت کی ضرورتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے، تین اہم موضوعات کو تحقیق و جستجو اور بحث و تمحیص کے لیے منتخب کیا ہے:

❶-علاج و معالجہ میں مروج کمیشن کا حکم

میڈیکل کے شعبے میں آج عام طور پر ڈاکٹروں، پیتھالوجی لیبارٹریوں، اسکیننگ سینٹرز، اور میڈیکل ایجنسیوں یا دواساز کمپنیوں کے درمیان مریضوں اور تجویز کردہ ادویات یا ٹیسٹ پر کمیشن کا لین دین کیا جاتا ہے۔

غور طلب امر یہ ہے کہ کیا یہ معاملہ شرعی اعتبار سے ''اجارہ'' یا ''مشروع دلالی'' کے دائرے میں آتا ہے، یا پھر یہ رشوت،

خیانت، ناحق مال کھانے اور مریضوں کے ساتھ دھوکا دہی کے زمرے میں شامل ہوکر حرام و ناجائز قرار پائے گا؟ اس مروج عمل کی شرعی حد بندی، اس کی مختلف صورتوں کے احکام کا تعیّن وقت کا انتہائی اہم علمی تقاضا ہے۔ ان شاء اللہ اس دوروزہ سیمینار میں اس پر اتفاق رائے سے شرعی حکم کی تعیین ہوگی اور فیصلہ تحریر کیا جائے گا۔

❷ عصری تعلیم کے لیے بینکوں سے قرض لینے کا حکم

عصرِ حاضر میں اعلیٰ عصری تعلیم کے اخراجات انتہائی مہنگے ہو چکے ہیں، متوسط اور غریب طبقہ ان اخراجات کا متحمل نہیں ہے، حالاں کہ امت مسلمہ کو ملک میں باوقار زندگی گزارنے اور اپنے حقوق کے تحفظ کے لیے اعلیٰ عصری تعلیم حاصل کرنا انتہائی ضروری ہو گیا ہے، اس کے بغیر باعزت زندگی گزار پانا مشکل ہے۔ ذاتی سرمایے سے اعلیٰ تعلیم کی مہنگی فیس نہ ادا کر پانے والے طلبہ کے لیے سرکاری اور پرائیوٹ بینک تعلیمی قرضے مہیا کراتے ہیں جو عموماً انٹرسٹ پر مبنی ہوتے ہیں۔

اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ کیا کسی مسلم طالب علم کو اعلیٰ عصری تعلیم کے حصول کے لیے بینکوں سے ایسا قرض لینا جائز ہوگا، کیا ہندوستانی بینکوں کو قرض کے عوض زائد رقم (انٹرسٹ) ادا کرنا سود کہلائے گا، سود قرار پانے کی صورت میں "حاجت شرعیہ" متحقق مان کر رخصت دی جائے گی؟ "الضرورات تبیح المحظورات" یا "الحاجة تنزل منزلة الضرورة" جیسے قواعدِ فقہیہ کی اس مسئلے پر تطبیق ممکن ہوگی، یا پھر یہ سود کی مطلق حرمت کی زد میں آکر ناجائز ہی رہے گا؟ مذکورہ بالا نکات پر ان شاء اللہ العزیز ہمارے مندوبین اپنی تحقیقات پیش فرمائیں گے۔

❸ - جنرل انشورنس اور ہیلتھ انشورنس کا شرعی حکم

علاج و معالجہ کے بڑھتے ہوئے اخراجات، اچانک درپیش آنے والے حادثات، ناگہانی بیماریاں، اور تجارتی و مالیاتی حادثات سے تحفظ کے لیے آج کل جنرل انشورنس اور ہیلتھ انشورنس کا رواج عام ہو چکا ہے، بہت سارے معاملات میں یہ انشورنش اجباری ہوا کرتا ہے اور حکومتی سطح پر ایسے قوانین نافذ ہوتے ہیں جن کی بنیاد پر انشورنش کرانا لازمی ہوتا ہے۔

جنرل انشورنش اسی طرح ہیلتھ انشورنش میں نفع و ضرر کا معاملہ غیر یقینی ہوا کرتا ہے، اگر پالیسی کی مدت کے دوران کوئی حادثہ پیش آجائے تو انشورنش کرانے والے کو اس کا فائدہ پہنچتا ہے اور اگر اللہ جل شانہ کے فضل و کرم سے کسی حادثے کا شکار نہیں ہوا، یا ناگہانی مرض میں مبتلا ہونے سے محفوظ رہا تو انشورنش کی رقم کمپنی واپس نہیں لوٹاتی ہے اور جمع شدہ قسطیں کمپنی کی ملکیت ہو جاتی ہیں، فقہی نقطۂ نظر سے یہ قمار کی صورت ہے، اس لیے ناجائز و حرام ہے۔

مگر آج کے دور میں بدلتے حالات اور اس کے جبری تقاضوں سے بھی صرف نظر نہیں کیا جا سکتا، انشورنش قومی و بین الاقوامی سطح پر انسانی زندگی اور تجارت و کاروبار میں اس طرح دخیل ہو گیا ہے کہ اس کے بغیر انتہائی دشواریوں کا سامنا ہے۔ ایسے میں ہمیں اس کے جواز اور عدم جواز کی صورتوں پر از سر نو غور کرنے کی ضرورت ہے۔

علماے ذی وقار! تحریک دعوت انسانیت ڈیرہ پور کے زیر اہتمام فقہی سیمینار کے انعقاد کا اصل مقصد انسانیت کی فلاح، احیاے دین، شریعتِ مطہرہ کی پاس داری ہے۔ تاکہ درپیش مسائل پر امت کی صحیح علمی و شرعی رہ نمائی کی جا سکے، افراط و تفریط سے ہٹ کر اعتدال و توازن پر مبنی حل پیش کیے جائیں، اور جدید چیلنجز کے سامنے شریعتِ اسلامیہ کی جامعیت کا علم بلند کیا جائے۔

ہمیں کامل یقین ہے کہ اس دوروزہ فقہی سیمینار میں آپ کے تحقیقی مقالات، علمی مباحث، تلاش و تتبع پر مبنی گفتگو، اور فکر انگیز آرا سے ان مسائل کا مناسب اور بہتر حل نکلے گا اور امتِ مسلمہ کی رہنمائی کے ایک نئے باب کا آغاز ہوگا۔

معزز اربابِ علم و دانش! آج کا یہ فقہی سیمینار یقیناً ہم سب کی نیک بختی اور سعادت مندی ہے، آپ میں سے اکثر مندوبین

ماضی میں بھی فقہی سیمیناروں میں شرکت فرماتے رہے ہیں، فقہی سیمینار کے انعقاد کے پیچھے کئی مہینوں کی سعی پیہم، کڑی محنت اور دماغ سوزی اور مخلصانہ کاوشوں کا بڑا دخل ہوتا ہے، یہ کوئی انفرادی کام نہیں بلکہ ملی و جماعتی ضرورت کی تکمیل کی ایک کوشش ہے، جسے بحسن وخوبی انجام تک پہنچانے کے لیے محنت ومشقت کے ساتھ خلوص نیت کی بھی ضرورت ہوتی ہے، اس کام کے لیے صرف ظاہری اسباب کافی نہیں بلکہ توفیق خداوندی بھی لازم ہوتی ہے، اپنی تمام تر علمی وتدریسی مصروفیات تج کر جماعت اہل سنت کے قدآور اور بلند پایہ علماے ومفتیان عظام کا یہاں جمع ہونا یقیناً خوش آئند ہے۔

تحریک دعوت انسانیت کے زیر اہتمام منعقد اس فقہی سیمینار کی کامیابی کے لیے ایک متحرک اور سرگرم ٹیم کی کوششیں شامل رہی ہیں اور متعدّد اکابر علماے کرام کے مشورے، رہ نمائیاں اور توجہات کا خصوصی دخل رہا ہے، خیر الاذکیا، عمدۃ المحققین حضرت علامہ محمد احمد مصباحی دامت برکاتہم القدسیہ، سراج الفقہا حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین رضوی مصباحی مدظلہ العالی، ادیب شہیر حضرت علامہ نفیس احمد مصباحی، فاضل علوم اسلامیہ حضرت علامہ صدر الوریٰ قادری مصباحی، استاذ العلما حضرت علامہ مسعود احمد برکاتی الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ کے مخلصانہ مشورے شامل رہے ہیں اور ہر مشکل مقام پر ان کی نگرانی ورہ نمائی نے منزل مقصود سے ہم کنار کرنے میں خصوصی کردار ادا کیا ہے۔ سوالات کی ترتیب میں حضرت مفتی ساجد علی مصباحی، حضرت مفتی محمود علی مشاہدی، حضرت مفتی ناصر حسین مصباحی اساتذۂ جامعہ اشرفیہ مبارک پور کی کاوشیں شامل ہیں جب کہ تلخیص نگاران میں حضرت علامہ صدر الوریٰ مصباحی، حضرت مفتی ساجد علی مصباحی، حضرت مولانا عرفان عالم مصباحی کے اسماے گرامی شامل ہیں، ہم ان سارے کرم فرماؤں کے بے پناہ شکر گزار ہیں۔

ہمیں بے پناہ مسرت ہے کہ ہماری اس بزم علم وفن میں متعدّد عظیم شخصیات جلوہ بار ہیں جن کے اوقات کا اک اک لمحہ دین متین کی سرخروئی اور استحکام کے لیے وقف ہے، یہ ان کی ذرہ نوازی ہے کہ انہوں نے ہماری دعوت قبول فرمائی اور اپنے قیمتی اوقات کا تھوڑا حصہ اس دینی کام کے لیے عنایت فرماکر بندہ نوازی کا ثبوت پیش کیا، خاص طور سے عزیز ملت حضرت علامہ الشاہ عبد الحفیظ صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ سربراہ اعلیٰ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ نے بڑی کرم نوازی فرمائی اور اپنی بابرکت شرکت سے اس سیمینار کو مشرف فرمایا، اللہ جل شانہ آپ کا سایۂ عاطفت سلامت رکھے۔

معزز مندوبین! تحریک دعوت انسانیت ڈیرہ پور کے زیر اہتمام یہ پہلا سیمینار ہے، رب ذوالجلال کے فضل وکرم پر بھروسا کرتے ہوئے بے سروسامانی کے عالم میں ہم نے یہ قدم اٹھایا ہے، ہمیں اس بات کا شدید احساس ہے کہ ہم اپنے مندوبین کے شایان شان ضیافت کا انتظام نہیں کر سکے ہیں، انتظام وانصرام میں کوتاہیوں کے لیے معذرت خواہ ہیں اور امید کرتے ہیں کہ آئندہ بھی آپ اسی طرح اس دینی وعلمی کام میں مخلصانہ طور پر اپنی خدمات سے نوازتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ حضرات کی دینی وعلمی خدمات قبول فرمائے اور صحت وسلامتی سے نوازے۔

ہم ایک بار پھر اپنے تمام مندوبین کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ نے اپنی گوناگوں علمی، تحقیقی، تدریسی مصروفیات کے باوجود ہماری دعوت کو شرفِ قبول بخشا اور اور سفر کی مشقتیں برداشت کرکے اس بزم علم کو اپنے نورِ علم سے منور فرمایا۔

اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ اس سیمینار کو بارآور بنائے اور اسے امتِ مسلمہ کے لیے کی ہدایت ورہ نمائی کا ذریعہ بنائے، ہماری اور ہمارے معاونین کی اس ادنیٰ علمی ودینی کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبول عطا فرمائے۔ آمین بجاہِ خاتم النبیین والمرسلین، صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ۔

اسیر اکبر المشائخ وخاک پاے اساتذۂ کرام

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الحدیث والافتاء جامعہ معلم کائنات ڈیرہ پور وخادم آستانۂ عالیہ چشتیہ رفیقیہ ڈیرہ پور کان پور دیہات

اصحاب مقالات و شرکاے سیمینار

حضرت مفتی غلام محبوب سبحانی چشتی ازہری
صدر المدرسین جامعہ معلم کائنات ڈیرہ پور کان پور دیہات

تحریک دعوت انسانیت ڈیرہ پور کے زیر اہتمام منعقد فقہی سیمینار میں درج ذیل تین عنوانات پر مقالات لکھے گئے:
(1)-علاج و معالجہ میں مروّج کمیشن کا حکم
(2)-عصری تعلیم کے لیے بینکوں سے قرض لینے کا حکم
(3)-جنرل انشورنش اور ہیلتھ انشورنش کا حکم
ذیل کی سطروں میں اصحاب مقالات اور شرکاے سیمینار کی تفصیل پیش ہے:

﴿اکابر﴾

(1)-عزیز ملت حضرت علامہ شاہ عبد الحفیظ صاحب قبلہ، سربراہ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ مبارک پور
(2)-خیر الاذکیا عمدۃ المحققین حضرت علامہ محمد احمد مصباحی مدظلہ، ناظم تعلیمات جامعہ اشرفیہ مبارک پور
(3)-سراج الفقہا حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین رضوی مصباحی، شیخ الحدیث و صدر شعبۂ افتا جامعہ اشرفیہ مبارک پور

﴿اصحاب مقالات﴾

نمبر شمار	اسماے گرامی و سکونت	عنوان (1)	عنوان (2)	عنوان (3)
1	حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین رضوی مصباحی، شیخ الحدیث و صدر شعبۂ افتا جامعہ اشرفیہ مبارک پور	20	15	6
2	حضرت مفتی محمد انفاس الحسن چشتی شیخ الحدیث و صدر شعبۂ افتا جامعہ معلم کائنات ڈیرہ پور	11	5	0
3	حضرت مفتی بدر عالم مصباحی، صدر المدرسین جامعہ اشرفیہ، مبارک پور	2	1	2
4	حضرت مولانا محمد ممتاز عالم مصباحی، صدر المدرسین مدرسہ شمس العلوم، گھوسی	9	1	1
5	حضرت مولانا محمد صدر الوری قادری مصباحی، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور	11	0	0

6	حضرت مولانا نفیس احمد مصباحی، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور	7	5	0
7	حضرت مولانا محمد ناظم علی مصباحی، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور	7	4	4
8	حضرت مولانا عارف اللہ فیضی، سابق استاذ مدرسہ فیض العلوم محمد آباد گوہنہ	9	3	3
9	حضرت مولانا قاضی شہید عالم مصباحی، جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف	14	0	0
10	حضرت مولانا رفیق عالم رضوی مصباحی، جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف	3	2	3
11	حضرت مولانا قاضی فضل احمد مصباحی، ضیاء العلوم، بنارس	6	5	4
12	حضرت مولانا قاضی فضل رسول مصباحی، سراج العلوم، مہراج گنج	8	7	5
13	حضرت مولانا ابرار احمد اعظمی، دار العلوم ندائے حق، جلال پور	3	3	0
14	حضرت مولانا رضاء الحق مصباحی، مرکزی دار الافتا والقضاء، راج محل، صاحب گنج	3	0	2
15	حضرت مولانا ساجد علی مصباحی، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور	5	3	4
16	حضرت مولانا محمد عرفان عالم مصباحی، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور	8	3	3
17	حضرت مولانا محمود عالم مشاہدی مصباحی، جامعہ اشرفیہ مبارک پور	0	5	0
18	حضرت مولانا محمد ناصر حسین مصباحی، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور	8	7	9
19	حضرت مولانا محمد مبشر رضا ازہر مصباحی، قاضی شہر بھیونڈی	7	4	7
20	حضرت مولانا محمد صادق مصباحی، سعید العلوم، مہراج گنج	3	5	7
21	حضرت مولانا غلام محبوب سبحانی چشتی ازہری، صدر المدرسین جامعہ معلم کائنات ڈیرہ پور	5	0	0
22	حضرت مولانا محمد ساجد رضا مصباحی، دار العلوم غریب نواز داہو گنج، منی پٹی، کشی نگر یوپی	5	4	0
23	حضرت مولانا ازہار احمد امجدی، مرکز تربیت افتا اوجھا گنج، بستی یوپی	0	5	0
24	حضرت مولانا توفیق احسن برکاتی مصباحی، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور	4	2	2
25	حضرت مولانا رئیس اختر مصباحی، جامعہ عربیہ، سلطان پور	13	7	0
26	حضرت مولانا ابوالحسن خرقانی مصباحی، جامعہ صوفیہ، کچھوچھہ شریف	7	7	0
27	حضرت مولانا محمد نذر الباری جامعی، جامع اشرف، کچھوچھہ شریف	10	7	0
28	حضرت مولانا محمد سبطین رضا مرتضوی، مرکز تحقیقات اسلامیہ، اترد یناج پور	3	8	9
	صفحات کی مجموعی تعداد	**191**	**118**	**71**

﴿بقیہ شرکاے سیمینار﴾

29	حضرت مولانا مسعود احمد برکاتی	جامعہ اشرفیہ مبارک پور
30	حضرت مولانا نعیم الدین عزیزی	جامعہ اشرفیہ مبارک پور
31	حضرت مولانا غلام جیلانی مصباحی	سابق استاذ جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف
32	حضرت مولانا عبید الحسن چشتی (سچے میاں)	آستانہ عالیہ چشتیہ رفیقیہ ڈیرہ پور کان پور دیہات
33	حضرت حافظ اسید الحسن چشتی (بلال میاں)	آستانہ عالیہ چشتیہ رفیقیہ ڈیرہ پور کان پور دیہات
34	حضرت مولانا ثاقب ادیب مصباحی	قاضی شہر کان پور
35	حضرت مولانا شہاب الدین مصباحی	قاضی شہر فتح پور
36	حضرت مولانا فہیم مصباحی	مدرسہ زینت الاسلام امرودھا کان پور
37	حضرت مولانا ضیاء الدین برکاتی	ملت نگر مبارک پور اعظم گڑھ
38	حضرت مولانا مقبول احمد مصباحی	رفیق المجمع الاسلامی ملت نگر مبارک پور
39	حضرت مولانا آفتاب عالم چشتی صمدی	جامعہ معلم کائنات ڈیرہ پور کان پور دیہات
40	حضرت مولانا شمس الحق چشتی	جامعہ معلم کائنات ڈیرہ پور کان پور دیہات
41	حضرت مولانا عبد الوکیل نظامی	جامعہ معلم کائنات ڈیرہ پور کان پور دیہات
42	حضرت مولانا عبد الواحد مصباحی	جامعہ معلم کائنات ڈیرہ پور کان پور دیہات
43	حضرت مولانا سیف مصباحی	جامعہ معلم کائنات ڈیرہ پور کان پور دیہات
44	حضرت مولانا نور محمد چشتی	جامعہ معلم کائنات ڈیرہ پور کان پور دیہات
45	حضرت مولانا سلطان چشتی	رکن تحریک دعوت انسانیت ڈیرہ پور کان پور دیہات
46	حضرت مولانا نور الہدیٰ چشتی	رکن تحریک دعوت انسانیت ڈیرہ پور کان پور دیہات
47	حضرت مولانا رہبر عالم	رکن تحریک دعوت انسانیت ڈیرہ پور کان پور دیہات
48	حضرت مولانا صدام حسین	رکن تحریک دعوت انسانیت ڈیرہ پور کان پور دیہات
49	حضرت مولانا شرف الدین	بریلی شریف
50	حضرت مولانا مقیم چشتی	سکندرہ کان پور دیہات

❁ ❁ ❁

خلاصۂ مقالات

بعنوان

علاج و معالجہ میں مروج کمیشن کا حکم

از: مولانا ساجد علی مصباحی۔ استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلّی و نسلّم علی رسولہ الکریم

تحریک دعوتِ انسانیت، ڈیرہ پور، کان پور دیہات کے زیر اہتمام منعقد ہونے والے فقہی سیمینار میں تحقیق و مذاکرہ کا ایک اہم موضوع ہے **"علاج و معالجہ میں مروج کمیشن کا حکم"**۔

اس موضوع سے متعلق تحقیق و تفتیش، صحیح حکم شرع کی دریافت، پھر حاصل مطالعہ کو تحریری شکل دینے کے لیے قریب دو ماہ قبل، جون کے آخری عشرہ میں وطن عزیز کے مختلف اضلاع اور ریاستوں میں تدریس و تبلیغ اور تحقیق و افتا کا فریضہ انجام دینے والے علمائے کرام و مفتیانِ عظام کی خدمت میں سات سوالات پیش کیے گئے تھے۔

ان سوالات کے تعلق سے 26 علمائے کرام و مفتیان عظام نے اپنے بیش قیمت تحقیقی مقالات اور گراں قدر آرا ارسال فرما کر تحریکِ دعوتِ انسانیت کا علمی تعاون کیا۔ [اللہ جل شانہٗ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے]

یہ مقالات و آرا فل سکیپ سائز کے 191 صفحات پر مشتمل ہیں۔ بحث و مذاکرہ میں آسانی کے لیے ان سب کا خلاصہ پیش خدمت ہے۔

—❊❊(پہلا سوال اور اس کے جوابات)❊❊—

پہلا سوال یہ تھا کہ: ڈاکٹروں اور طبیبوں کا دوا و علاج کے لیے حاجت مندوں کو کسی خاص میڈیکل اسٹور اور جانچ سینٹر سے دوا خریدنے اور چیک اپ کرانے کا پابند بنانا کیسا ہے؟

اس سوال کا جواب رقم فرمانے والے تمام مقالہ نگار محققین الفاظ و تعبیرات کے اختلاف کے ساتھ ان امور پر متفق ہیں کہ:

● اگر کسی خاص میڈیکل اسٹور، یا جانچ سینٹر کی تعیین، یا رہنمائی، یا اس کا پابند بنانا محض اس لیے ہے کہ وہاں کی دوائیں بہتر ہوتی ہیں، ریٹ مناسب ہوتا ہے اور جانچ رپورٹ واضح، معیاری اور قابل اعتبار ہوتی ہے تو یہ شرعاً جائز و درست، بلکہ مستحسن ہے؛ اس لیے کہ اس میں مریض کی خیر خواہی ہے اور شریعت میں اسی کا حکم دیا گیا ہے۔ حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"الدین النصیحة. قلنا: لمن؟ قال: للہ ولکتابہ ولرسولہ ولأئمة المسلمین وعامّتھم"۔ [صحیح مسلم، باب بیان أن الدین النصیحة، ج:1، ص: 53، دار الآفاق الجدیدہ، بیروت]

● اور اگر وہ میڈیکل اسٹور، یا جانچ سینٹر جس کی تعیین، یا رہنمائی کی گئی ہے، دوسروں سے بہتر نہیں ہے، بلکہ کمتر ہے اور وہاں کا ریٹ بھی زیادہ ہے، لیکن ڈاکٹر اس کی تعیین محض اپنے مادی فائدے کے لیے کرتے ہیں، مثلاً وہاں سے انھیں دواؤں کی فروختگی اور جانچ فیس کے اعتبار سے کمیشن زیادہ ملتا ہے تو یہ ناجائز و گناہ ہے؛ اس لیے کہ اس میں ڈاکٹر کے لیے ایک اجرت کے بعد دوسری اجرت کا حصول ہے جو ناجائز ہے، نیز میڈیکل اسٹور اور جانچ سینٹر والوں کی طرف سے رشوت کی پیشکش ہے جو حرام و گناہ ہے۔ اور اس میں مریض کے ساتھ بد خواہی، اسے نقصان سے دوچار کرنا اور ناحق اس کا مال کھانا بھی ہے؛ کہ میڈیکل اسٹور، یا جانچ سینٹر والے زیادہ قیمت، یا زیادہ فیس اس لیے بھی

لیتے ہیں کہ اس میں سے ڈاکٹروں کو کمیشن دینا ہوتا ہے۔ اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے:

﴿وَ لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَ تُدْلُوْا بِهَاۤ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾[پارہ:2،البقرۃ:2،آیت:188]

الاشباہ والنظائر میں ہے: لا ضرر و لا ضرار۔

اور اسی میں ہے: لا یضر الرجل أخاہ ابتداء و لا جزاء.

[القاعدۃ الخامسۃ بحث الضرر یزال، ج:1، ص:250]

بعض مقالہ نگاروں نے ایک صورت یہ بھی ذکر کی ہے، کہ:

● اگر وہ میڈیکل اسٹور، یا جانچ سینٹر جس کی رہنمائی ڈاکٹر کی طرف سے کی گئی ہے، دوسروں سے بہتر ہے، ریٹ بھی مناسب ہے، جانچ واضح اور قابل اعتبار ہے اور ساتھ ہی ڈاکٹروں کا مادی فائدہ بھی ہے تو اس صورت میں ڈاکٹر کی طرف سے تعیین و رہنمائی اور پابند بنانا جائز ہے؛ کہ اس میں مریض کی خیر خواہی ہے، لیکن ناحق مادی فائدہ حاصل کرنے کی نیت غلط ہے اور یہ کمیشن لینا اس کے لیے ناجائز و گناہ ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

" إنما الأعمال بالنيات وإنما لكل امرئ ما نوى". [صحيح البخاري، كتاب بدء الوحي، ج:1، ص:2، دار الشعب، القاهرة] (مقالہ راقم السطور ساجد علی مصباحی)

❁ مقالہ نگاروں میں حضرت مفتی بدر عالم مصباحی صاحب نے تمام سوالات سے صرفِ نظر کرتے ہوئے صرف ایک بنیادی حکم بیان کرنے پر اکتفا کیا ہے جس کا خلاصہ ان ہی کے الفاظ میں پیش ہے:

"ڈاکٹر کے لیے ڈائگنوسس سینٹر سے کمیشن اسی وقت جائز ہوگا جب مریض کے علاج و تشخیص کے سلسلے میں اس کی جانب سے حقیقی تگ ودَو اور طبی خدمت پائی جائے، محض مشورہ دینے، یا مریض کو ڈائگنوسس سنٹر بھیجنے کے عوض کمیشن لینا جائز نہیں ہوگا۔

ردالمحتار میں ہے:

الدلالة والإشارة ليست بعمل يستحق به الأجر، وإن قال على سبيل الخصوص بأن قال لرجل بعينه: إن دللتني على كذا فلك كذا، إن مشى له فدلّه فله أجر المثل للمشي لأجله؛ لأن ذلك عمل يستحق بعقد الإجارة. [ردالمحتار، ج:9، ص:159، کوئٹہ]

خانیہ میں ہے: إن كان الدلال عرض و تعنى و ذهب في ذلك روزگاره كان له أجرُ مثله بقدر عنائه وعمله۔

❁ اور حضرت مولانا محمد صدر الوریٰ قادری مصباحی صاحب نے بھی تحریک کی طرف سے پیش کیے گئے سوالات سے الگ طبی جانچ اور علاج میں رائج کمیشن کی چار صورتیں ذکر کرکے ان ہی پر گفتگو کی ہے، ان کا مقالہ معلومات افزا ہے، آخر میں انھوں نے کتب مذاہب اربعہ کا ذکر کرتے ہوئے عقد جعالہ پر گفتگو کی ہے، تفصیل کے ضمن میں تحریک کے بعض سوالات کے جوابات بھی واضح ہوگئے ہیں، انھیں ہم نے تلخیص میں شامل کرلیا ہے۔

—❁❁(دوسرا سوال اور اس کے جوابات)❁❁—

دوسرا سوال یہ تھا کہ: میڈیکل اسٹور، جانچ سینٹر اور پیتھالوجی والوں سے ڈاکٹروں کا مروّجہ کمیشن وصول کرنا رشوت ہے، یا دلالی، یا کچھ اور؟ اور بہر صورت اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

اس سوال کے جواب میں دو نظریات ہمارے سامنے ہیں:

ایک یہ ہے کہ وہ کمیشن، دلالی ہے۔ اور دوسرا یہ ہے کہ وہ کمیشن، رشوت ہے۔ مگر اس نظریاتی اختلاف کے باوجود اس کمیشن کے حکم پر سب متفق ہیں کہ ڈاکٹروں کا وہ کمیشن وصول کرنا ناجائز ہے۔

ان نظریات اور ان کے دلائل کی قدرے تفصیل درج ذیل ہے:

پہلا نظریہ: میڈیکل اسٹور، جانچ سینٹر اور پیتھالوجی والوں سے ڈاکٹروں کا مروّجہ کمیشن وصول کرنا دلالی ہے، رشوت نہیں ہے۔ یہ نظریہ 5 علمائے کرام کا ہے۔

ان حضرات کے دلائل کچھ اس طرح ہیں:

✷ ڈاکٹروں کا مروجہ کمیشن وصول کرنا رشوت نہیں ہے؛ کیوں کہ اس پر رشوت کی تعریف صادق نہیں آتی ہے۔ ہمارے فقہاے کرام نے رشوت کی چار قسمیں ذکر کی ہیں جو فتح القدیر کے حوالے سے سوال نامے میں درج ہیں، اس کمیشن پر ان میں سے کوئی قسم صادق نہیں آتی۔ (مقالہ مولانا ناظم علی صاحب، ملخصًا)

✷ یہ مروجہ کمیشن "دلالی" ہے اس حیثیت سے کہ جانچ سینٹر، پیتھالوجی اور میڈیکل اسٹور والے ڈاکٹروں سے معاہدہ کر لیتے ہیں کہ آپ ہمارے پاس مریضوں کو بھیجیں اور ہم آپ کو ہر ایک مریض پر اس کی جانچ کے اعتبار سے اتنا کمیشن دیں گے، تو مریضوں کو بھیجنا ڈاکٹروں کا کام ہوا اور کمیشن ان کے اس کام کی اجرت ہوئی۔ اور متعلقہ ادارے اس کمیشن کو ڈاکٹر کے کام، یعنی مریض کو بھیجنے کی اجرت ہی سمجھ کر دیتے ہیں۔

(مقالہ مولانا ناظم علی صاحب)

ڈاکٹروں کا وہ کمیشن لینا جائز نہیں ہے اور اس کے عدم جواز کی دو وجہیں ظاہر ہیں:

ایک یہ ہے کہ مریض کو اپنی بیماری کے علاج میں کس جانچ کی ضرورت ہے اور وہ کہاں ہوگی، کیسے ہوگی، یا اسے کس دوا کی ضرورت ہے اور وہ کہاں ملے گی، اسے کیسے استعمال کرنا ہے۔ یہ سب بتانے کے لیے ڈاکٹر نے پہلے ہی اپنی فیس وصول کر لی ہے، تو پھر اس کے بتانے کے مطابق اگر کسی جانچ سینٹر پر جانچ کراتے ہیں، یا میڈیکل اسٹور سے دوا لیتے ہیں تو اس میں ڈاکٹر نے الگ سے کیا کام کیا جس کا کمیشن لینے کا وہ حق دار ہے؟ یہ کھلی ہوئی زیادتی اور مریضوں کا استحصال ہے جو جانچ سینٹر، پیتھالوجی، میڈیکل اسٹور مالکان اور ڈاکٹرس مل کر کر رہے ہیں۔

اس کے عدم جواز کی دوسری وجہ یہ ہے کہ مریض کو محض جانچ سینٹر، پیتھالوجی، یا میڈیکل اسٹور کا پتا بتا دینا ایسا عمل نہیں ہے جس کی وجہ سے ڈاکٹر کسی اجرت اور کمیشن کا مستحق ہو۔ ہاں! اگر ڈاکٹر کسی آدمی کو اس کام کے لیے رکھیں جو مریضوں کو اپنے ساتھ جانچ سینٹر، پیتھالوجی، یا میڈیکل اسٹور تک لے جائے اور جانچ کرانے، دوا دلانے میں ان کی مدد کرے تو اس صورت میں کام کے اعتبار سے مناسب اجرت، یا کمیشن لینا جائز ہو سکتا ہے۔ (مختلف مقالات)

● **المحیط البرہانی** میں ہے:

"وفي نوادرابن سماعة:عن أبي يوسف: رجل ضلّ شيئاً فقال: من دلّني عليه فله درهم فدلّه إنسان فلا شيء له؛ لأن الدلالة والإشارة ليست بعمل يستحق به الأجر، ولوقال لإنسان بعينه: إن دللتني عليه فلك درهم ، فإن دلّه من غير مشي معه فكذلك الجواب لايستحق به الأجر وإن مشى معه ودلّه فله أجرمثله ؛ لأن هذا عمل يقابل الأجرعرفاً وعادة إلا أنه غيرمقدرففسد العقد ووجب به أجر المثل".[المحيط البرهاني ، الفصل 15 في بيان مايجوز من الاجارات ومالايجوز، ج:7، ص: 485، دار الكتب العلمية ، بيروت]

● **فتاویٰ رضویہ** میں ہے:

"اجرت آنے جانے، محنت کرنے کی ہوتی ہے، نہ بیٹھے بیٹھے دو چار باتیں کہنے، صلاح بتانے، مشورہ دینے کی"۔

[فتاویٰ رضویہ، کتاب الاجارہ، ج:8، ص:146، رضا اکیڈمی، ممبئی]

دوسرا نظریہ: میڈیکل اسٹور، جانچ سینٹر اور پیتھالوجی والوں سے ڈاکٹروں کا مروّجہ کمیشن وصول کرنا رشوت ہے اور رشوت لینا حرام وگناہ ہے۔ یہ نظریہ باقی تمام مقالہ نگار علماے کرام کا ہے۔

ان حضرات کے دلائل کچھ اس طرح ہیں:

● رشوت کے معنیٰ ہیں: حاکم کو کچھ مال اس لیے دینا کہ وہ اس کے حق میں فیصلہ کرے، یا کسی شخص کو کچھ مال اس لیے دینا کہ وہ حاکم اور صاحب منصب کو اس کی مرضی کے مطابق کام کرنے پر آمادہ کرے۔ (مقالہ راقم السطور ساجد علی مصباحی)

لہٰذا یہ رشوت کا معاملہ ہے جو شرعًا و قانونًا ہر اعتبار سے جرم، ناجائز اور گناہ ہے "طبی جانچ مراکز سے ڈاکٹروں کو جو تحائف یا ہدایا پیش کیے جاتے ہیں وہ بلا وجہ نہیں پیش کیے جاتے... ہم

حالاتِ ناس اور قرائن قویہ کی بنیاد پر یہی سمجھتے ہیں کہ ڈاکٹروں کو تحائف کے ذریعہ ترغیب دی جاتی ہے کہ وہ اپنے مریضوں کو ان کے جانچ مرکز کی طرف متوجہ کریں اور وہ بھیجتے بھی ہیں، اسی پر اکثر کا عمل درآمد جاری ہے۔ یہ وہ حقیقت ہے جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔

اور اپنا کام بنانے کے لیے جو مال دیا جائے، وہ رشوت ہے۔ یا مال وصول کرکے، یا مال پانے کی شرط منصوص، یا متعارف کی بنا پر کسی کا کام کیا جائے تو وہ بھی رشوت ہے۔ اس حیثیت سے دیکھا جائے تو جانچ مراکز کے مذکورہ تحائف رشوت قرار پاتے ہیں۔

اس کی نظیر قاضیِ شریعت کا مسئلہ ہے، جس کے تحفے کے متعلق در مختار اور رد المحتار میں بہت واضح الفاظ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ قاضی کو ہدیہ قبول کرنا ناجائز ہے؛ کہ یہ ہدیہ نہیں، بلکہ رشوت ہے۔ جیسا کہ آج کل اکثر لوگ حُکام کو ڈالی کے نام سے دیتے ہیں اور اس سے مقصود صرف یہی ہوتا ہے کہ اگر کوئی معاملہ ہوگا تو ہمارے ساتھ رعایت ہوگی۔

(مقالہ حضرت مفتی محمد نظام الدین رضوی صاحب)

جانچ مراکز کے حق میں ڈاکٹروں کی حیثیت قاضی، یا حاکم کے مشابہ ہے، اس طور پر کہ وہ مریض کو جہاں اور جس طرح کی جانچ کرانے کا حکم دیتے ہیں، مریض کو مجبوراً اسی جگہ وہ جانچ کرانی پڑتی ہے، گویا کمیشن دینے والے کمیشن اسی لیے دیتے ہیں کہ ڈاکٹر ان کے حق میں فیصلہ کریں اور مریضوں کو انھیں کے یہاں بھیجیں اور ڈاکٹر اسی بات کا کمیشن لیتے ہیں کہ انھوں نے مریضوں کو اس جگہ بھیجا ہے۔ اس لیے قاضی اور حاکم کے احکام یہاں بھی جاری ہوں گے اور کمیشن رشوت قرار پائے گا۔ اور رشوت لینا حرام و گناہ ہے اور رشوت لینے والے مستحق عذاب نار ہیں۔

● رد المحتار میں ہے:

"وفي المصباح الرشوة بالكسر: ما يعطيه الشخص الحاكم وغيره ليحكم له أو يحمله على ما يريد". [ردالمحتار على الدرالمختار، كتاب القضاء مطلب فى الكلام على الرشوة والهدية، ج: 5، ص:362، دار الفكر]

● المعجم الاوسط میں ہے:

عن عبد الله بن عمرو قال: قال النبي ﷺ: الراشي والمرتشي في النار". [المعجم الاوسط للطبرانی من اسمه احمد، ج:2، ص: 295، دار الحرمين، القاهرة]

● فتاویٰ رضویہ میں ہے:

"رشوت لینا مطلقاً حرام ہے، کسی حالت میں جائز نہیں، جو پرایا حق دبانے کے لیے دیا جائے رشوت ہے، یوہیں جو اپنا کام بنانے کے لیے حاکم کو دیا جائے رشوت ہے." ۔[فتاویٰ رضویہ، کتاب الحظر والاباحۃ، ج:9، نصف آخر، ص:300، رضا اکیڈمی، ممبئی]

اسی میں دوسری جگہ اس طرح ہے:

"رشوت لینا مطلقاً گناہ کبیرہ ہے، لینے والا حرام خور ہے، مستحق عذاب نار ہے۔ دینا اگر بمجبوری اپنے اوپر سے دفع ظلم کو ہو تو حرج نہیں اور اپنا آتا وصول کرنے کو ہو تو حرام ہے اور لینے دینے والے دونوں جہنمی ہیں اور دوسرے کا حق دبانے یا اور کسی طرح ظلم کرنے کے لیے دے تو سخت تر حرام اور مستحق اشد غضب و انتقام ہے"۔[فتاویٰ رضویہ، ج:18، ص:469]

✷ ڈاکٹری کمیشن میں وہ تمام علامتیں اور برائیاں پائی جاتی ہیں جو رشوت میں ہیں، اس لیے کہ:

1- یہ کمیشن چھُپا کر لیا دیا جاتا ہے، مریض کو اس کی خبر تک نہیں ہوتی۔

2- سَستی دوا، یا سستے ٹیسٹ کو صرف اپنے فائدے کے لیے مہنگا بنایا جاتا ہے اور یہ مریض کی حق تلفی ہے اور اس کا حق مارنا ہے۔

3- اسی کمیشن کی وجہ سے ڈاکٹر اپنا طرز عمل بدل دیتا ہے کہ کمیشن دینے والی فارمیسی یا جانچ سینٹر کی دوا، یا رپورٹ کو درست اور دوسروں کی دوا، یا رپورٹ کو مسترد قرار دیتا ہے.

4- عند الناس اس کمیشن خوری کو برا سمجھا جاتا ہے.

5- علاوہ ازیں اس کمیشن سے معاشرے میں بہت

ساری برائیاں بھی پیدا ہوتی ہیں۔(مقالہ مولانا محمد ناصر حسین مصباحی)

✷ اس مروجہ کمیشن کو ہدیہ، یا تحفہ قرار دینا بھی درست نہیں؛ کیوں کہ یہ رقم ڈاکٹر کو محض باہمی محبت وقرابت، یا حسن تعلق کی بنا پر نہیں دی جاتی، بلکہ اس کے منصب، اختیار اور مریضوں کو کسی مخصوص میڈیکل اسٹور، یا جانچ سینٹر کی طرف بھیجنے کی وجہ سے دی جاتی ہے اور نبی کریم ﷺ نے منصب کے سبب حاصل ہونے والے تحائف پر سخت وعید ارشاد فرمائی ہے۔ حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے زکات وصول کرنے والے ایک عامل کے اس قول" ھٰذا لکم ، وھٰذا أھدِی لی "پر ارشاد فرمایا:

"أفلا قعدتَ فی بیت أبیك وأمك، فنظرتَ أیُھدیٰ لك أم لا".[بخاری ، کتاب الایمان والنذور، رقم الحدیث:6636]

اس حدیث سے یہ اصول مستفاد ہوتا ہے کہ جو مال کسی شخص کو اس کے منصب، اختیار، یا ذمہ داری کی وجہ سے دیا جائے وہ حقیقت میں ہدیہ نہیں ، بلکہ منصب سے وابستہ ناجائز مالی منفعت ہے۔(مقالہ مولانا محمد سبطین رضا مرتضوی)

✷ یہ کمیشن لینا اس لیے بھی ناجائز ہے کہ ڈاکٹر کے فرائض میں ہے کہ مرض کی صحیح تشخیص کے بعد علاج کرے، اور وہ اپنے اس کام، یا اپنے اس فرض کی ادائگی پر مریض سے اپنی مقررہ فیس وصول کرتا ہے۔ تو پیتھالوجی اور ریڈیولوجی سے کمیشن لینے کا اسے کوئی حق نہیں۔ یہ تو گویا طے شدہ اجرت کے سوا مزید ایک اجرت لینی ہوگی، جو ناجائز ہے۔

ایسا نہیں کہ یہ شعبے اپنے پاس سے وہ کمیشن ادا کرتے ہیں، بلکہ مریضوں سے اپنے کام کا معاوضہ کمیشن کے اضافے کے ساتھ وصول کرتے ہیں اور وہی ڈاکٹروں کو پیش کر دیتے ہیں۔ نام معاوضہ کا ہوتا ہے اور استحصال مریضوں کا ہوتا ہے۔

کسی علاقے کے ڈاکٹر اگر یہ اعلان کر دیں کہ انھیں کمیشن نہیں چاہیے تو جانچ کا ریٹ کم ہو جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ ڈاکٹر اگر پرچے پر رعایت کے لیے لکھ دیتے ہیں تو جانچ کا معاوضہ کم وصول کیا جاتا ہے۔ چونکہ جانچ، کمیشن کا یہ لین دین مریضوں کے ذمے بارِ گراں ہے جو ان کے استحصال کا سبب ہوتا ہے، اس لیے ناجائز ہے۔(مقالہ حضرت مفتی محمد نظام الدین رضوی، ص:6)

✷ رائج معاملات میں ڈاکٹر کی حیثیت دلال کی نہیں، بلکہ اجیر اور مرتشی کی ہے۔ مریض سے جو فیس لی، وہ حقیقتاً اجرت ہے، اور میڈیکل اسٹور وغیرہ سے جو لیا، وہ اجرت کے مشابہ اور حقیقت میں رشوت ہے۔(مقالہ حضرت مفتی محمد نظام الدین رضوی، ص:12)

✷ مروجہ ڈاکٹری کمیشن کے ناجائز ہونے کی ایک وجہ "عامۂ ناس" کا ضرر بھی ہے اور یہ امر بہت ہی واضح اور روشن ہے کہ جو کام عامۂ ناس کے ضرر کا باعث ہو، وہ ناجائز ہوتا ہے، اس کی نظیر کتاب الحظر والاباحہ میں مذکور مسئلہ تسعیر ہے۔

(مقالہ حضرت مفتی محمد نظام الدین رضوی، ص:7)

—✷✷(تیسرا سوال اور اس کے جوابات)✷✷—

تیسرا سوال یہ تھا کہ : میڈیکل اسٹور، جانچ سینٹر اور پیتھالوجی والوں کا از خود ڈاکٹروں کو کمیشن دینا تاکہ وہ مریضوں کو ان کے پاس دوا خریدنے اور چیک اپ کرانے کے لیے بھیجیں۔ اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

اس کے جواب میں دو موقف ہمارے سامنے ہیں:

پہلا موقف یہ ہے کہ میڈیکل اسٹور، جانچ سینٹر اور پیتھالوجی والوں کا اس غرض سے از خود ڈاکٹروں کو کمیشن دینا جائز ہے۔ یہ موقف دو علماے کرام کا ہے۔ ہم ان کا موقف ان ہی کے الفاظ میں نقل کرتے ہیں۔

● حضرت مولانا ناظم علی مصباحی صاحب فرماتے ہیں:

"اپنے کاروبار کو فروغ دینے کے لیے اپنی خوشی سے کسی ڈاکٹر کو کچھ دینا شرعاً جائز و روا ہے، یہ ایسے ہی ہے جیسے خریدار جب کسی دکان پر جاتا ہے تو دکان سے سامان لیتا ہے اور طے شدہ ثمن ادا کرتا ہے اور بائع خریدار کو اپنی خوشی سے کچھ بڑھا کر دیتا ہے تاکہ ان دکانوں کے ہجوم میں خریدار مجھے فراموش اور نظر انداز نہ کرے

اور اس کا آنا پیہم قائم رہے"۔(مقالہ ص:2)

● حضرت مولانا ابرار احمد اعظمی صاحب فرماتے ہیں:

"یہ لین دین بھی رشوتِ محرمہ کی صورت اور اپنا کام بنانے کے لیے ہے جو لینے والے کے حق میں ناجائز اور دینے والے کے حق میں جائز ہے کہ اس کی غرض جلب منفعت اور فروغ معاش ہے جب کہ کمیشن نہ دینے کی صورت میں تنگی معاش کے دامن گیر ہونے کا خوف ہے جو بذات خود ایک ضرر ہے؛ اس لیے جلب منفعت اور دفع ضرر کے پیش نظر میڈیکل اسٹور اور جانچ سینٹر اور پیتھالوجی مالکان کا مروجہ کمیشن ڈاکٹروں کو از خود پیش کرنا بدرجۂ مجبوری جائز ہے جیسا کہ محقق علی الاطلاق امام ابن الہمام نے رشوت کی قسم ثالث میں بیان فرمایا:

الثالث أخذ المال ليسوّى أمره عند السلطان دفعا للضرر أو جلبا للنفع وهو حرام على الآخذ لا الدافع .سوال نامه.(مقالہ ص:3)

دوسرا موقف: یہ ہے کہ میڈیکل اسٹور، جانچ سینٹر اور پیتھالوجی والوں کا اس غرض سے از خود ڈاکٹروں کو کمیشن دینا ناجائز ہے۔ یہ موقف باقی تمام مقالہ نگار علماے کرام کا ہے، لیکن عدم جواز کی وجہ مختلف ہے، بعض کے نزدیک ناجائز ہے؛ اس لیے کہ یہ دلالی ہے، اجرت مجہول ہونے کی وجہ سے اجارہ فاسد اور اجرت لینا ناجائز ہے۔ یا ڈاکٹر کی جانب سے تگ و دَو نہ ہونے کی وجہ سے اجرت کا استحقاق نہیں ہوتا؛ اس لیے اس کا لینا ناجائز ہے۔ اور اکثر مقالہ نگاروں کے نزدیک یہ کمیشن دینا حرام و گناہ ہے؛ اس لیے کہ یہ بھی رشوت ہے۔

ان حضرات کے دلائل وہی ہیں جو سوال نمبر دو کے جواب میں رشوت کی حرمت سے متعلق مذکور ہیں۔ مزید برآں مولانا محمد ناصر حسین مصباحی اور بعض دیگر مقالہ نگاروں نے اس سوال کے جواب میں کچھ قانونی نقطۂ نظر سے بھی گفتگو کی ہے۔ اس کا حاصل یہ ہے:

اوّلاً: مریض بھیجنے کے بدلے ڈاکٹر کو کمیشن دینا اور ڈاکٹر کا اس کو قبول کرنا درج ذیل قوانین ہند کے خلاف ہے۔

نیشنل میڈیکل کمیشن آف انڈیا کا ضابطہ ہے:

"کوئی بھی ڈاکٹر کسی مریض کو کسی دوسرے ڈاکٹر، اسپتال، لیبارٹری یا معالج کے پاس بھیجنے، کسی کی سفارش کرنے، یا مریض فراہم کرنے کے بدلے میں تحفہ، انعام، کمیشن، یا بونس نہ دے سکتا ہے، نہ لے سکتا ہے، نہ اس کا مطالبہ کر سکتا ہے اور نہ ہی اس کی پیش کش کر سکتا ہے۔

ثانیاً: ڈاکٹروں کی بدعنوانی سے متعلق راجیہ سبھا سے 2014ء میں ایک حکم نامہ جاری ہوا جس میں کہا گیا کہ:

"میڈیکل کونسل آف انڈیا اور ریاستی میڈیکل کونسلوں کو اختیار حاصل ہے کہ اگر کوئی رجسٹرڈ ڈاکٹر ان قواعد کی خلاف ورزی کرے تو اس کے خلاف تادیبی کارروائی کریں۔ اس کارروائی میں ڈاکٹر کا نام میڈیکل رجسٹر سے مستقل طور پر، یا ایک مقررہ مدت کے لیے خارج کیا جاسکتا ہے اور سنگین صورت میں میڈیکل رجسٹریشن منسوخ کیا جاسکتا ہے۔

ثالثاً: ڈاکٹروں کو دیے جانے والے کمیشن سے متعلق ہریانہ-پنجاب ہائی کورٹ کے ایک فیصلے میں کہا گیا ہے کہ:

"اگر کمیشن مانگنا غلط ہے تو کمیشن دینا بھی اتنا ہی غلط ہے۔ دونوں ایک ناجائز عمل میں شریک ہیں۔ مریضوں کو ریفر کرنے کے بدلے کمیشن دینا عوامی پالیسی کے خلاف ہے"۔

رابعاً: ڈاکٹروں کو کمیشن، تحائف اور دیگر مالی مراعات دینے سے متعلق 22 فروری 2022ء کو سپریم کورٹ کے ایک فیصلے میں کہا گیا کہ:

"ڈاکٹروں کو تحائف، کمیشن، سفری سہولیات، مہمان نوازی یا دیگر مالی مراعات دینا ایک ایسا عمل ہے جو قانون کے منافی ہے، کیوں کہ یہ میڈیکل کونسل آف انڈیا (موجودہ نیشنل میڈیکل کونسل) کے ریگولیشن کے تحت ممنوع ہے۔ ڈاکٹروں کے لیے اس قسم کی مراعات قبول کرنا قابلِ سزا عمل ہے، اور اس کی سزا تنبیہ سے لے کر ڈاکٹر کا رجسٹریشن معطل، یا منسوخ کیے جانے تک ہو سکتی ہے۔ اور فارما کمپنیوں کی طرف سے ڈاکٹروں کو مالی فائدہ دینا غیر قانونی ہے۔ جب ڈاکٹروں کے لیے ایسے تحائف

قبول کرنا غلط ہے تو کمیشن دینا بھی اتنا ہی غلط ہے۔"

(مقالہ مولانا محمد ناصر حسین مصباحی)

ان تفصیلات کے بعد لکھتے ہیں:

"جو چیز قانوناً ناجائز ہے (اور شرع مطہر سے متصادم نہیں) وہ شرعاً بھی ناجائز ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدّس سرّہ فرماتے ہیں:

"یہ قاعدہ کلیہ نفیسہ جلیلہ حفظ کرنے کا ہے کہ جب کسی کا دوسرے پر کچھ آتا ہو، یا اس سے لینے کا شرعاً حق رکھتا ہو، اور اپنے اس حق تک قانوناً نہ پہنچ سکتا ہو تو اس کے وصول کے لیے کسی ایسے امر کا ارتکاب جو قانوناً ناجائز ہے، اور جرم کی حد تک پہنچے شرعاً بھی ناجائز ہوگا کہ ایسی بات کے لیے جرمِ قانونی کا مرتکب ہو کر اپنے آپ کو سزا اور ذلت کے لیے پیش کرنا شرعاً بھی روا نہیں۔ قَالَ تَعَالیٰ: ﴿وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃ﴾ وَقَدْ جَاءَ الْحَدِیثُ عَنْہ ﷺ یُنْھی الْمُؤْمِنُ أَنْ یُذِلَّ نَفْسَہ. [فتاوی رضویہ، ج:20، ص:192، رضا فاؤنڈیشن لاہور]

(چوتھا سوال اور اس کے جوابات)

چوتھا سوال یہ تھا کہ: جانچ سینٹر اور پیتھالوجی والوں کا ڈاکٹروں کو اس لیے کمیشن دینا کہ وہ ان کی جانچ رپورٹس کو مسترد نہ کریں اور دوسرے مریضوں کو ان کے پاس چیک اپ کرانے کے لیے آنے سے نہ روکیں۔ اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

اس سوال کے جواب میں دو نظریات ہمارے سامنے ہیں:

پہلا نظریہ: جانچ سینٹر اور پیتھالوجی والوں کا ڈاکٹروں کو اس لیے کمیشن دینا کہ وہ ان کی جانچ رپورٹس کو نظر انداز نہ کریں اور دوسرے مریضوں کو ان کے پاس چیک اپ کرانے کے لیے آنے سے نہ روکیں، یہ بھی رشوت ہے اور حرام و گناہ ہے۔

یہ نظریہ 6 علماے کرام کا ہے۔

ان حضرات کے دلائل وہی ہیں جو رشوت کی حرمت کے تعلق سے سوال نمبر دو کے جواب میں مذکور ہیں۔ ان کے علاوہ یہ بھی کہا گیا ہے:

● ڈاکٹر کی شرعی، اخلاقی، اور پیشہ ورانہ ذمہ داری یہ ہے کہ وہ جانچ رپورٹ کو صرف اس کے صحیح، یا غلط ہونے کی بنیاد پر قبول، یا رد کرے، نہ کہ مالی منفعت کی بنیاد پر۔ اگر وہ کمیشن کی وجہ سے ناقص رپورٹ کو قبول کرے، یا صحیح رپورٹ کو بلا وجہ مسترد کرے، یا آئندہ کمیشن کے لالچ میں مریضوں کو اسی مرکز کی طرف بھیجتا رہے تو یہ درج ذیل متعدّد شرعی قباحتوں کا مجموعہ ہے:

1-خیانت۔ 2-غش و تدلیس۔ 3-اکل مال بالباطل۔
4-ظلم علی المریض۔ 5-گناہ باہمی پر تعاون۔

(مقالہ مولانا نفیس احمد مصباحی)

● عامۂ کتب فقہ میں ہے: جو شخص منصب قضا، یا کسی اور منصب پر ہو اور رشوت لے کر فیصلہ کرے وہ خائن اور ظالم ہے۔ نیز اس عمل سے مریض کا غلط علاج اور مالی نقصان ہو سکتا ہے جو بلا شبہہ ضرر ہے؛ لہٰذا شرعی حکم یہ ہے کہ جانچ سینٹر والوں کا ڈاکٹر کو کمیشن دینا اور ڈاکٹر کا اس کمیشن کے عوض رپورٹ قبول کرنا، یا مریضوں کو وہیں بھیجنا رشوت، خیانت اور شہادت زور پر مشتمل ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔ دینے والے اور لینے دونوں برابر کے گناہ گار ہیں۔

(مقالہ مولانا محمد صادق مصباحی)

● جانچ رپورٹ اگر درست نہیں ہے، صرف خانہ پری کی گئی ہے تو ڈاکٹر پر واجب ہے کہ اسے مسترد کر دے اور اگر رپورٹ صحیح ہے تو ڈاکٹر پر اس کو قبول کرنا لازم ہے، لیکن اگر وہ مسترد کر دیتا ہے اور اس سے بچنے کے لیے اس کو کمیشن دیا جاتا ہے تو یہ بھی دینے اور لینے والوں پر ناجائز و حرام ہے۔ اس پر رشوت کی دوسری قسم صادق آتی ہے۔ علامہ بن عابدین شامی نے فتح القدیر کے حوالے سے لکھا ہے:

الثاني ارتشاء القاضي ليحكم وهو كذلك حرام من الجانبين ، ثم لا ينفذ قضاؤه في تلك الواقعة التي ارتشى فيها سواء كان بحق أو بباطل. أما في الحق فلأنه واجب عليه فلا يحل أخذ المال عليه. وأما في الباطل فأظهر. [سوال نامہ]

(مقالہ مولانا محمد نذر الباری جامعی)

دوسرا نظریہ: اگر جانچ سینٹر اور پیتھالوجی والوں کی جانچ

بہتر اور قابل اعتبار ہوتی ہے اور ڈاکٹر محض کمیشن لینے کے لیے ان کی جانچ رپورٹس مسترد کر دیتے ہیں اور دیگر مریضوں کو ان کے پاس چیک اپ کرانے سے روکتے ہیں تو اس صورت میں دفع ظلم وضرر کے لیے ان ڈاکٹروں کو کمیشن دینا جائز و درست ہے۔ یہ نظریہ باقی تمام مقالہ نگار علماے کرام کا ہے۔

ان حضرات کے دلائل درج ذیل ہیں:

✷ یہ کمیشن دے کر اپنے اوپر سے ظلم دفع کرنا ہے اور دفع ظلم کے لیے جو کچھ دیا جائے وہ دینے والے کے حق میں رشوت نہیں ہوتا، اگرچہ لینے والے کے حق وہ بھی رشوت ہی ہے۔

● ردالمحتار میں ہے:

"دفع المال للسلطان الجائر لدفع الظلم عن نفسه وماله ولاستخراج حق له ليس برشوة، يعني في حقّ الدّافع اهـ". [ردالمحتار على الدر المختار كتاب الحظر والاباحة، فصل فى البيع، ج:6، ص: 422، 423، دار الفكر]

در منتقی شرح ملتقی میں ہے:

دفع الرشوة جائز لخوفه على نفسه أو نسائه أو ماله أو مال يتيمه .اهـ.[ج:2،ص:308]

● شرح سیر کبیر میں ہے:

"وَالْأَصْلُ فِيه حَدِيثُ عَبْدِ الله بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ الله تَعَالىٰ عَنْه ، فَإِنَّه حُبِسَ بِالْحَبَشَة فَرَشَاهمْ دِينَارَ يْنِ حَتىٰ خَلَّوْا سَبِيلَه.فَعَرْفنَا أَنَّ هٰذَا لَيْسَ مِنْ جُمْلَة السُّحْتِ فِي حَقِّ الْمُعْطِي، وَإِنْ كَانَ مِنْ جُمْلَة السُّحْتِ فِي حَقِّ الْآكِلِ، وَأَنَّه غَيْرُ دَاخِلٍ تَحْتَ قَوْلِه ﷺ: الرَّاشِي وَالْمُرْتَشِي فِي النَّارِ .إِنَّمَا قَالَ ذٰلِكَ فِي حَقِّ الْمُعْطِي إِذَا قَصَدَ بِه الظُّلْمَ ، أَوْ إِلْحَاقَ الضَّرَرِ بِغَيْرِه. فَأَمَّا إِذَا قَصَدَ دَفْعَ الظُّلْمِ عَنْ نَفْسِه ، أَوْ تَحْصِيلَ مَنْفَعَة لِنَفْسِه مِنْ غَيْرِ أَنْ يَلْتَحِقَ الضَّرَرُ بِغَيْرِه فَلَا بَأْسَ بِه. [شرح السير الكبير للسرخسي ج:4،ص:222، 223]

● فتح القدیر میں ہے:

" الرابع ما يدفع لدفع الخوف من المدفوع إليه على نفسه وماله حلال للدافع حرام على الآخذ؛ لأن دفع الضرر عن المسلم واجب ولا يجوز أخذ المال ليفعل الواجب". [فتح القدير، كتاب ادب القاضي، ج:7، ص: 255، دار الفكر، بيروت]

● البنایۃ شرح الہدایۃ میں ہے:

"ومنها مايدفعها لخوف على نفسه أو ماله فهذا حرام على الآخذ لاالدافع".

● فتاویٰ رضویہ میں ہے:

"اپنے اوپر سے دفع ظلم کے لیے جو کچھ دیا جائے، دینے والے کے حق میں رشوت نہیں، یہ دے سکتا ہے، لینے والے کے حق میں وہ بھی رشوت ہے اور اسے لینا حرام"۔[فتاویٰ رضویہ، کتاب الحظر والاباحۃ، ج:9، نصف آخر، ص:300، رضا اکیڈمی، ممبئی]

اس جواب میں آخر میں بعض مقالہ نگاروں نے یہ ہدایت بھی کی ہے کہ: جانچ سینٹر والے یہاں یہ خیال رکھیں کہ یہ اجازت دفع ضرر (نقصان سے بچنے) کے لیے ہے؛ لہذا نہ خوش دلی سے دیں اور نہ ضرورت سے زیادہ دیں، جتنے سے کام بن جائے بس اتنے ہی پر اکتفا کریں۔ یہ لالچ نہ ہو کہ اگر ہم زیادہ دیں گے تو ڈاکٹر زیادہ مریض ہمارے پاس بھیجیں گے۔

—✻✻(پانچوں سوال اور اس کے جوابات)✻✻—

پانچوں سوال یہ تھا کہ: اگر ڈاکٹر کسی خاص میڈیکل اسٹور اور جانچ سینٹر سے دوا خریدنے اور جانچ کرانے کا پابند نہ کرے، لیکن میڈیکل اسٹور اور جانچ سیٹر والے از خود ڈاکٹر کو اس کی جانب سے بھیجے گئے مریضوں کے چیک اپ کرانے اور دوا خریدنے کا مروجہ کمیشن دیں تو اس صورت میں ڈاکٹر کا وہ کمیشن لینا جائز ہے، یا نہیں؟

اس سوال کے جواب میں دو موقف ہمارے سامنے ہیں:

پہلا موقف: یہ ہے کہ اس صورت میں ڈاکٹر کا وہ کمیشن لینا جائز و درست ہے۔ یہ موقف دو علماے کرام کا ہے۔ ہم ان کا موقف ان ہی کے الفاظ میں نقل کرتے ہیں:

● حضرت مولانا ناظم علی مصباحی صاحب لکھتے ہیں:

" یہاں نہ ڈاکٹر کی طرف سے کوئی جبر اور دباو ومعاہدہ ہوتا ہے اور نہ ہی میڈیکل اسٹور اور جانچ ادارے مجبور ہوتے ہیں، ان کی اپنی خوشی ہے کہ اس طرح کرنے سے ہمارے ادارہ کا فروغ ہوگا تو بے جبر واکراہ و بے معاہدہ یہاں دینا اور لینا دونوں جائز ہے کہ یہاں خوشی کا معاملہ ہے، زور اور دباو کا نہیں اور مریض کا کوئی مالی ضرر اور نقصان بھی نہیں کہ وہ اپنی خوشی سے گیا ہے۔"[مقالہ ص:4]

● حضرت مفتی رضاء الحق مصباحی راج محلی لکھتے ہیں:

"اگر ڈاکٹر مریض کو کسی خاص جانچ گھر سے رپورٹ کروانے، یا کسی خاص میڈیکل اسٹور سے دوائیں خریدنے کا پابند نہ کرے، لیکن مریض کی فقط رہنمائی کرے جیسا کہ عام طور پر یہی رائج ہے اور جانچ گھر والے اور میڈیکل اسٹور والے از خود ڈاکٹر کو کمیشن دیں تو عرف و تعامل کے سبب یہ جائز ہے بشرطے کہ جانچ سینٹر کی جانچ رپورٹ قابل اعتماد اور میڈیکل اسٹور کی دوائیں معیاری ہوں۔"[مقالہ ص:3]

دوسرا موقف: یہ ہے کہ اس صورت میں ڈاکٹر کا وہ کمیشن لینا ناجائز و گناہ ہے؛ کہ یہ بھی رشوت ہی کے زمرے میں آتا ہے۔ یہ موقف باقی تمام مقالہ نگار علمائے کرام کا ہے۔ البتہ حضرت مولانا قاضی فضل احمد مصباحی کے نزدیک یہ دلالی والی صورت ہے اور ڈاکٹر کی طرف سے تگ ودَو نہ ہونے کی وجہ سے وہ اجرت کا مستحق نہیں ہے۔

ان حضرات کے دلائل وہی ہیں جو سوال نمبر2 کے جواب میں مذکور ہیں اور ان کے علاوہ بعض تشریحات درج ذیل ہیں:

● ان کے کمیشن دینے کا مطلب صاف ہے، وہ اس لیے دے رہے ہیں تاکہ ڈاکٹر ان کے پاس مریضوں کو بھیجیں اور اگر ان کی جانچ میں کچھ نقص ہو تو اسے نظر انداز کردیں؛ لہذا یہ رشوت ہے اور ڈاکٹروں کا اسے لینا ناجائز و گناہ ہے۔

(مقالہ راقم السطور ساجد علی مصباحی)

● یہ رقم ڈاکٹر کی کسی حقیقی، معلوم اور مشروع خدمت کا معاوضہ نہیں، بلکہ مریض کے اعتماد اور ڈاکٹر کی حیثیت کو مالی منفعت کا ذریعہ بنانے کے عوض دی جارہی ہے۔ حقیقت میں یہ بھی رشوت کے دائرے میں آتی ہے۔ (مقالہ مولانا نفیس احمد مصباحی)

● ڈاکٹر کا یہ کمیشن قبول کرنا تین وجہوں سے جائز نہیں ہونا چاہیے:

پہلی وجہ یہ ہے کہ اسے ہدیہ نہیں قرار دیا جاسکتا؛ کیوں کہ ہدیہ وہ مال ہے جو لفظا اور عرفاً تعاون کی شرط سے خالی ہو، ورنہ وہی ہدیہ دائرۂ رشوت میں داخل ہوجاتا ہے۔ یہاں اگر چہ لفظاً کوئی شرط نہیں، مگر عرفاً ودلالۃً وہی کمیشن خوری معروف و مشہور ہے جس کا تانا بانا آج پوری طبی دنیا کو اپنی لپیٹ میں لیے ہوئے ہے والمعروف عرفا کالمشروط لفظا۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ ڈاکٹر نے بحیثیت اجیر جب اپنی پوری فیس وصول کرلی تو اب کسی دوسری جہت سے اضافی کمیشن وصول کرنا دو جہتوں سے اجرت لینے کے مترادف ہے جو ناحق اور زیادتی سے خالی نہیں۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ باب اجارہ میں فقہا نے فیصدی اور کمیشن کے تعین کو حرام قرار دیا ہے تو جہاں سرے سے اجارہ ہی باطل ہو وہاں یہ تعین بدجۂ اولیٰ ناجائز ہوگا۔ (مقالہ مولانا ابرار احمد اعظمی)

● اس قسم کا کمیشن قبول کرنا شرعًا اور قانوناً کسی بھی اعتبار سے جائز نہیں اور اس کے قبول کرنے میں درج ذیل مفاسد بھی پیدا ہوں گے۔

1- ڈاکٹر کا اصل فرض مریض کی صحیح رہنمائی اور علاج ہے، کمیشن کا تعلق بن جانے سے بعض اوقات ڈاکٹر کا فیصلہ مریض کی ضرورت کے بجائے مالی فائدے سے متاثر ہوگا۔

2- زیادہ کمیشن بنانے کے لیے ڈاکٹر غیر ضروری ٹیسٹ اور دوا تجویز کرسکتا ہے، کیوں کہ جتنے زیادہ مریض بھیجے گا اتنا ہی کمیشن بنے گا۔

3- جب مریض کو کمیشن کے بارے میں معلوم ہوگا تو اس کی تجویزات پر مریض کو شک ہوگا کہ ہوسکتا ہے اس دوا، یا ٹیسٹ کی ضرورت نہ ہو، اس صورت میں اعتماد کا خاتمہ ہوجائے گا۔

4- ڈاکٹری ایک خدمت اور امانت کا پیشہ ہے، کمیشن خوری سے یہ پیشہ بدنام اور رذالت کا پیشہ ہوجائے گا۔

5- کمیشن سے دوا علاج مہنگا ہو جائے گا، جس سے

مریض کا استحصال ہوگا۔

6- کمیشن کی وجہ سے ڈاکٹر بہتر، معیاری اور مناسب سینٹر کی بجائے زیادہ کمیشن دینے والے سینٹر کو ترجیح دے گا، اس سے بیماری کی جانچ اور صحیح تشخیص متاثر ہوگی۔

(مقالہ مولانا محمد ناصر حسین مصباحی)

—**(چھٹا سوال اور اس کے جوابات)**—

چھٹا سوال یہ تھا کہ: جانچ سینٹر اور پیتھالوجی والوں کا مریض سے جانچ اور چیک اپ کی فیس زیادہ لینا؛ کہ اس میں سے ڈاکٹر کو کمیشن دینا ہے اور اگر ڈاکٹر اپنا کمیشن کم کردے یا بالکل ساقط کردے تو کم فیس لینا کیسا ہے؟

اس سوال کے جواب میں دو موقف ہمارے سامنے ہیں:

(الف) جانچ سینٹر اور پیتھالوجی والوں کا ڈاکٹر کو کمیشن دینے کے لیے مریض سے جانچ اور چیک اپ کی فیس زیادہ لینا اور اگر ڈاکٹر اپنا کمیشن کم کردے یا بالکل ساقط کردے تو کم فیس لینا شرعاً جائز و درست ہے۔ یہ موقف 9 علماے کرام کا ہے۔

ان حضرات کے دلائل درج ذیل ہیں:

● جانچ سینٹر اور پیتھالوجی والوں کے یہاں جانچ فیس متعیّن ہوتی ہے، وہ سب سے یکساں لی جاتی ہے۔ ہاں! ڈاکٹر کے ڈسکاؤنٹ لکھنے سے فیس کم ہوجاتی ہے، یہ رعایت ایسے ہی ہے جیسے کسی رشتہ دار، دوست، یا حاکم کی سفارش سے فیس کم ہوجاتی ہے، یا بالکل نہیں لی جاتی ہے۔ اور کسی کی سفارش پر اپنا حق کم کردینے میں کوئی حرج نہیں۔ (مقالہ مولانا ناظم علی مصباحی، ملخصًا)

● مریض اور جانچ سینٹر والوں کے درمیان کا یہ معاملہ عقد اجارہ ہے، جانچ سینٹر والے اجیر ہیں، مریض یا اس کے متعلقین مستاجر ہیں اور فیس ان کے عمل کی اجرت ہے۔ اجیر کو اپنی اجرت کم یا زیادہ متعیّن کرنے کا پورا اختیار ہوتا ہے؛ لہذا جب یہ اجارہ فریقین کی باہمی رضامندی سے طے ہوا تو فیس کم ہو، یا زیادہ، دونوں صورتیں جائز ہیں۔ (مقالہ مولانا ابرار احمد اعظمی)

غمز عیون البصائر میں ہے:

"الحط والزيادة في المدة جائز . قيل : الحط من الموجر عبارة عن ترك بعض الأجرة وهو جائز و لو بعد المدة . أجيب بأن المراد أنه في المدة يلتحق بأصل العقد و بعدها لا يلتحق بل يكون أمرا مستانفا." [ج:3، ص:111]

(ب) جانچ سینٹر اور پیتھالوجی والوں کا ڈاکٹر کو کمیشن دینے کے لیے مریض سے جانچ اور چیک اپ کی فیس زیادہ لینا ناجائز ہے اور ڈاکٹر کی طرف سے ڈسکاونٹ کی صورت میں کم فیس لینا جائز ہے یہ موقف جواب رقم فرمانے والے باقی تمام علماے کرام کا ہے۔

ان حضرات کے دلائل کا حاصل یہ ہے کہ:

● اگر مریض سے صرف اس لیے زیادہ رقم وصول کی جائے کہ اس میں سے ایک حصہ ڈاکٹر کو کمیشن کے طور پر دیا جائے تو یہ صورت ناجائز ہے؛ کیوں کہ حقیقت میں مریض کو اطلاع دیے اور رضامندی کے بغیر اس کے اوپر ایک ایسا مالی بوجھ ڈالا جارہا ہے جس کا تعلق اس کے علاج سے نہیں، بلکہ ڈاکٹر کی مالی منفعت سے ہے۔ یہ رشوت ہونے کے ساتھ اکل مال بالباطل، غش و تدلیس اور خیانت کے مفہوم میں داخل ہے۔ (مقالہ مولانا نفیس احمد مصباحی)

● ہندوستانی محکمۂ صحت و طبابت کے آئین کے مطابق جانچ سینٹر، پیتھالوجسٹ اور ڈاکٹروں پر لازم ہے کہ وہ اپنی فیس واضح انداز میں لکھ کر اپنے لیبارٹری، پیتھالیب یا مطب میں آویزاں کریں۔ اس کی خلاف ورزی پر تادیبی کارروائی ہوسکتی ہے۔ انھیں مریض سے صرف وہ فیس لینے کا حق اور اختیار ہے جو خود ان کی اپنی محنت و طبابت کا عوض ہو۔ کمیشن دینے کے لیے مریضوں سے زیادہ فیس وصول کرنے کا حق ان کو نہیں ہے۔

لہٰذا ڈاکٹر مریض کو خاص سینٹر، یا میڈکل کا پابند کرے، یا نہ کرے، کمیشن کا مطالبہ کرے، یا نہ کرے، ڈسکاؤنٹ کرے، یا فل ڈسکاؤنٹ کرے، بہر صورت کمیشن دینے کے لیے مریضوں سے زیادہ روپیہ وصول کرنا پیتھالیب، یا جانچ سینٹر والوں کے لیے جائز نہیں ہے، نہ قانوناً، نہ شرعًا۔ (مقالہ مولانا محمد ناصر حسین مصباحی)

● مریض سے اصل اجرت سے زیادہ وصول کرنا اس کا استحصال اور اسے تکلیف و اذیت پہنچانا ہے، جب کہ شرعًا کسی مسلم کا

مال اس کی مرضی کے بغیر لینا جائز نہیں۔ حدیث شریف میں ہے:

"عن أبي حرة الرقاشي عن عمه قال : قال رسول الله ﷺ: ألا تظلموا ألا لا يحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه." رواه البيهقي.[مشكاة المصابيح]

(مقالہ مولانا محمد صادق مصباحی)

● ڈاکٹر کا کمیشن لینا رشوت ہے، اب اگر جانچ سینٹر والے ڈاکٹر کو دینے کی خاطر مریض سے زیادہ پیسہ لیتے ہیں تو یہ بھی ناجائز ہے؛ کیوں کہ یہ کار گناہ میں تعاون ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى ۪ وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ ۪ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ﴾[سورۂ مائدہ، آیت:2](مقالہ مولانا محمد نذر الباری جامعی)

حضرت مفتی محمد نظام الدین رضوی مصباحی صاحب نے ایک اشکال اور اس کا حل بھی پیش فرمایا ہے جو درج ذیل ہے:

ایک اشکال اور اس کا شافی حل:

یہ صحیح ہے کہ جانچ کا معاوضہ مقرر و متعیّن ہے اور وہی معاوضہ پیتھالوجی وغیرہ میں وصول بھی کیا جاتا ہے، تو وہ سارا معاوضہ ان کی ملک ہوا، اور فریقین کی رضامندی سے جو معاوضہ دیا لیا جائے وہ جائز ہے۔ ارشادِ باری ہے:

﴿اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ﴾

[النساء، آیت:29]

لیکن حق یہ ہے کہ یہاں زائد معاوضہ، یعنی ڈاکٹر کے کمیشن پر مریض کی طرف سے رضامندی نہیں ہے، اسے اگر بتا دیا جائے کہ جو معاوضہ وصول کیا جا رہا ہے، اس میں مثلاً ۱۰ رفیصد ڈاکٹر کا کمیشن بھی ہے، تو وہ ہرگز اس پر راضی نہ ہوگا۔ اور جن کو معلوم ہے، وہ اس پر راضی نہیں ہوتے، بلکہ مجبور ہوتے ہیں۔ وہ مجبور ہو کر دیتے ہیں، مسرور ہو کر کے نہیں۔ تو ان کی مجبوری کو رضا نہ سمجھا جائے۔ یہاں ہرگز تراضیِ طرفین نہیں پائی جاتی۔ (مقالہ ص:6)

—※※(ساتواں سوال اور اس کے جوابات)※※—

(7) **ساتواں سوال** یہ تھا کہ: مریض یا اس کے متعلقین کا جانچ سینٹروں کو زیادہ فیس دینا یہ جانتے ہوئے کہ اس میں سے کچھ رقم اس ڈاکٹر کو جائے گی جو اپنی فیس پہلے ہی وصول کر چکا ہے، شرعاً کیسا ہے؟

اس سوال کے جواب میں حضرت **مفتی محمد نظام الدین رضوی مصباحی** صاحب فرماتے ہیں: یہ صورت عام رواج کی وجہ سے رشوت ہی ہے اور ناجائز و گناہ ہے۔ فقہ کا یہ ضابطہ مسلمات سے ہے: المعروف عرفا كالمشروط شرطا۔ (مقالہ ص:13)

ان کے علاوہ باقی تمام مقالہ نگار علمائے کرام اس امر پر متفق ہیں کہ مریض، یا اس کے متعلقین کا جانچ سینٹر والوں کو زیادہ فیس دینا یہ جانتے ہوئے کہ اس میں سے کچھ رقم اس ڈاکٹر کو جائے گی جو اپنی فیس پہلے ہی وصول کر چکا ہے، شرعاً جائز و درست ہے؛ اس لیے کہ:

● جانچ سینٹر والوں اور ڈاکٹروں کے درمیان جو کمیشن طے ہوا ہے وہ اگرچہ فی نفسہ ناجائز ہو، لیکن اس کا اثر مریض اور جانچ سینٹر والوں کے درمیان ہونے والے عقد پر نہیں ہوگا؛ کہ دونوں الگ الگ عقد ہیں، ان میں کوئی دوسرے کے لیے شرط بھی نہیں ہے۔

(مقالہ مولانا قاضی فضل احمد مصباحی، ملخصًا)

● مریض یا اس کے متعلقین اور جانچ سینٹر والوں کے درمیان جو عقد اجارہ انجام پاتا ہے اس میں ڈاکٹر کے کمیشن کا کوئی ذکر نہیں ہوتا ہے، سینٹر والے جو بھی کمیشن ڈاکٹر کو دیتے ہیں وہ ان کی کمائی کا حصہ ہوتا ہے، اس کا اثر اس عقد اجارہ پر نہیں ہو سکتا۔

(مقالہ مولانا ابرار احمد اعظمی ملخصًا)

● مریض، یا اس کے متعلقین مجبور ہوتے ہیں، اگر مطلوبہ فیس نہ دیں تو ان کی جانچ نہیں ہوگی اور جانچ کے بغیر علاج نہیں ہوگا، اور شریعت کا ضابطہ ہے کہ جو مجبور ہیں وہ معذور ہیں قرآن کریم میں واضح طور پر فرمایا گیا کہ:

﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ عَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ﴾[البقرۃ:2، آیت:286]

لہذا سب کچھ جانتے ہوئے بھی مریضوں، یا ان کے متعلقین کا جانچ سینٹر والوں کو زیادہ فیس دینا جائز و درست ہے۔

(مقالہ راقم السطور ساجد علی مصباحی)

ایک ضروری وضاحت:

بعض مقالات میں اس قسم کی صراحت بھی ہے کہ کمیشن

لینے کے عدم جواز اور گناہ ہونے کا جو حکم ہے وہ اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ معاملہ مسلمان، مسلمان کے درمیان ہے؛ کہ مسلمان شریعت کے احکام کا مکلف ہے اور اس پر عمل آوری کا پابند ہے۔

لیکن اگر مسلمان ڈاکٹر کا یہ معاملہ غیر مسلم میڈیکل اسٹور کے ساتھ ہو، یا ایسے ایکسرے، سونوگرافی، پیتھالوجی والوں سے ہو جو غیر مسلم ہیں، تو خاص اس صورت میں جواز کا حکم ہوگا، کیوں کہ یہ غیر مسلم شریعتِ اسلامی کے احکام کے مکلف نہیں، نہ انھوں نے کسی معاہدے کے تحت شرعی احکام کی پابندی کا ذمہ لیا ہے۔ تو ان کے سر ہم اپنا حکم لازم نہیں کر سکتے؛ لہٰذا وہ اگر اپنی خوشی سے اس طرح کے معاملات مسلمان ڈاکٹر کے ساتھ کرتے ہیں تو ڈاکٹر اس کے باعث گنہ گار نہ ہوگا، بلکہ اس کی یہ کمائی حلال ہوگی۔ ہاں! قانون کی خلاف ورزی سے احتراز ہر حال میں ضروری ہے۔

(مقالہ حضرت مفتی محمد نظام الدین رضوی)

ہدایت: ہمارے بعض مقالہ نگار علمائے کرام نے آخر میں ڈاکٹروں کو ہدایت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

"اخیر میں دین کا درد رکھنے والے اور شریعت کی پابندی کرنے والے ڈاکٹر حضرات سے گزارش ہے کہ رزق کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے لے رکھا ہے، آپ کے مقدر کا رزق آپ ہی کو ملے گا، اب یہ آپ کا کام ہے کہ اسے جائز طور پر حاصل کریں، یا ناجائز طور پر۔ یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ آپ غلط طریقے استعمال کر کے اپنی تقدیر سے زیادہ روزی کمالیں۔ کمیشن خوری کے چکر میں مریض کو بلاوجہ پریشان نہ کریں۔ آپ غیر ضروری جانچ اور دیگر پابندیوں سے مریض کو بچائیں تو آپ کی نیک نامی بھی ہوگی اور زیادہ سے زیادہ مریض آپ سے رابطہ کریں گے۔ واللہ الھادی إلی سواء السبیل و حسبنا اللہ و نعم الوکیل۔"

(مقالہ مولانا محمد عرفان عالم مصباحی)

یہ ہے علاج و معالجہ میں مروجہ کمیشن سے متعلق مقالات کا خلاصہ۔ اب اس کی روشنی میں واضح حکم شرع بیان کرنے کے لیے درج ذیل امور کی تحقیق و تنقیح، یا توضیح و تشریح ضروری ہے۔

تنقیح و تشریح طلب امور

(1) میڈیکل اسٹور، جانچ سینٹر اور پیتھالوجی والوں سے ڈاکٹروں کا مروّجہ کمیشن وصول کرنا رشوت ہے، یا دلالی؟۔

(2) میڈیکل اسٹور، جانچ سینٹر اور پیتھالوجی والوں کا از خود ڈاکٹروں کو کمیشن دینا تاکہ وہ مریضوں کو ان کے پاس دوا خریدنے اور چیک اپ کرانے کے لیے بھیجیں۔ اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

(3) جانچ سینٹر اور پیتھالوجی والوں کا ڈاکٹروں کو اس لیے کمیشن دینا کہ وہ ان کی جانچ رپورٹس کو مسترد نہ کریں اور دوسرے مریضوں کو ان کے پاس چیک اپ کرانے کے لیے آنے سے نہ روکیں۔ اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

(4) اگر ڈاکٹر کسی خاص میڈیکل اسٹور اور جانچ سینٹر سے دوا خریدنے اور جانچ کرانے کا پابند نہ کرے، لیکن میڈیکل اسٹور اور جانچ سینٹر والے از خود ڈاکٹر کو اس کی جانب سے بھیجے گئے مریضوں کے چیک اپ کرانے اور دوا خریدنے کا مروجہ کمیشن دیں تو اس صورت میں ڈاکٹر کا وہ کمیشن لینا جائز ہے یا نہیں؟

(5) جانچ سینٹر اور پیتھالوجی والوں کا مریض سے جانچ اور چیک اپ کی فیس زیادہ لینا؛ کہ اس میں سے ڈاکٹر کو کمیشن دینا ہے اور اگر ڈاکٹر اپنا کمیشن کم کر دے یا بالکل ساقط کر دے (یعنی پرچے پر ڈسکاؤنٹ، یا فل ڈسکاؤنٹ لکھ دے) تو کم فیس لینا کیسا ہے؟

(6) مریض یا اس کے متعلقین کا جانچ سینٹروں کو زیادہ فیس دینا یہ جانتے ہوئے کہ اس میں سے کچھ رقم اس ڈاکٹر کو جائے گی جو اپنی فیس پہلے ہی وصول کر چکا ہے، شرعاً کیسا ہے؟

(7) کیا مسلم ڈاکٹر کا غیر مسلم میڈیکل اسٹور، یا جانچ سینٹر والوں سے مروجہ کمیشن لینا جائز ہے، جب کہ یہ ملکی قانون کے اعتبار سے قابل سزا جرم ہے اور اس میں ڈاکٹر کا رجسٹریشن تک منسوخ ہو سکتا ہے؟

■■■

خلاصۂ مقالات بعنوان
عصری تعلیم کے لیے بینکوں سے قرض لینے کا حکم

از: مولانا محمد صدر الوریٰ قادری۔ استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلي علی رسولہ الکریم

یہ بڑی مسرت کی بات ہے کہ شیخ طریقت عالم ربانی حضرت علامہ مفتی انفاس الحسن چشتی صاحب نے 2021ء میں اکابر علمائے اہل سنت کی باہمی مشاورت سے انسانیت کی دعوت و تبلیغ کے لیے "تحریک دعوت انسانیت" کی بنیاد ڈالی جس نے مختصر سے عرصے میں تعلیم و تربیت، دعوت و تبلیغ اور تصنیف و تالیف کے میدان میں گراں قدر خدمات انجام دیں، ڈیرہ پور، کانپور دیہات میں اکتالیسویں عرسِ رفیقی کے موقع پر اس فقہی سیمینار کا انعقاد بھی تحریک کی نمایاں خدمات کا ایک حصہ ہے۔

اس سیمینار میں بحث و تحقیق اور صحیح نتیجے تک رسائی کے لیے عہدِ حاضر کے مسائل میں تین مسئلوں کا انتخاب ہوا جن میں ایک اہم مسئلہ ہے:

عصری تعلیم کے لیے بینکوں سے قرض لینا:

اس موضوع پر سوال نامہ حضرت مولانا مفتی محمود علی مشاہدی مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور نے ترتیب دیا جس میں پہلے موضوع کے تمام ضروری گوشوں کا تعارف پیش کیا گیا مثلاً ہندوستان میں اسٹوڈنٹ لون کا تعارف، ایجوکیشن لون کا نظام، ودیا لکشمی پورٹل اور پی ایم ودیا لکشمی اسکیم، ایجوکیشن لون حاصل کرنے کا طریقہ، ایجوکیشن لون لینے والے طلبہ اور لون لینے کے مثبت، منفی کیا اثرات مرتب ہوں گے؟ ان تمام گوشوں پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے، پھر درج ذیل سوال قائم کیا گیا:

عصری تعلیم کے لیے بینکوں سے لون لینے کا کیا حکم ہے؟

اس موضوع پر 24 مقالات موصول ہوئے جن کے صفحات کی مجموعی تعداد ایک سو اٹھارہ (118) ہے۔

مقالات پڑھنے کے بعد بظاہر دو طرح کے نظریات سامنے آئے۔ ورنہ مآل کے اعتبار سے کوئی اختلاف نظر نہیں آتا، مگر چوں کہ الفاظ و تعبیرات سے بظاہر کچھ فرق معلوم ہوتا ہے اس لیے نظریات کی یہ تقسیم کی گئی ہے۔

✷ پہلا نظریہ یہ ہے کہ اعلیٰ عصری تعلیم کے حصول کے لیے بہر حال لون لینا جائز ہے۔

○ مفتی رضاء الحق مصباحی اشرفی لکھتے ہیں:

"عصری اعلیٰ تعلیم میں کچھ شعبے ایسے ہیں کہ ان میں ڈگری حاصل ہو جانے کے بعد اچھی تنخواہوں والی نوکریاں ملنی تقریباً یقینی ہو جاتی ہے، لیکن ان شعبوں میں داخلہ لینے سے لے کر کورس کی تکمیل تک کی فیس اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ ایک متوسط درجے کی آمدنی والا سرپرست عموماً اس کی ادائیگی کا اہل نہیں ہوتا، لیکن اسے اس بات کا ظنِ غالب ہوتا ہے کہ کورس کی تکمیل کے بعد اس کی اولاد کو ایسی سرکاری یا غیر سرکاری نوکری مل جائے گی جس سے وہ بینک کا لون ادا کر دے گا، اگر نوکری نہ بھی ملی تو اعلیٰ تعلیم کی تحصیل ہو گئی جو بذاتِ خود بڑے نفع کی چیز ہے۔ بہر حال اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے جو لون لیا جاتا ہے اس میں نفعِ مسلم کا پہلو غالب ہے لہذا یہ جائز ہے۔"

○ حضرت مولانا نفیس احمد مصباحی صاحب نے کئی جہتوں سے جواز کا راستہ ڈھونڈا مثلاً جمہورِ احناف کے مذہب کو اپنانا، امام ابن الھمام اور امام احمد رضا کے موقف کے مطابق رخصت کی گنجائش، حاجت قائم مقامِ ضرورت ہونا، دفعِ حرج اور ازالۂ فساد، تحصیلِ منفعتِ ضروری اور امام ابن الہمام کی صراحت، ان تمام پہلوؤں پر تفصیلی گفتگو کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"اعلیٰ تعلیم کا حصول اگرچہ ضرورت کے درجے میں نہ

ہو، لیکن موجودہ دور میں یہ قومِ مسلم کی "حاجتِ شدیدہ" کے درجے میں پہنچ چکا ہے، جو کہ شرعی احکام میں رخصت کا سبب بنتی ہے۔ جیسا کہ "الأشباہ والنظائر" میں اسی مقام پر بوجہ حاجت بیع سلم کے جواز کو اس کی مثال میں پیش کیا کہ "بیع سلم" اصل کے اعتبار سے بیع معدوم ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے، لیکن غربا و مساکین کی حاجتِ شدیدہ کا لحاظ کرتے ہوئے اس کو جائز قرار دیا گیا ہے۔ اور یہ حاجت بمنزلہ ضرورت ہے۔ یوں ہی حاجتِ شدیدہ کی بنا پر بیع استصناع کا جواز بھی اس کی مثال ہے۔

اگر مسلم طلبہ کو یہ لون لینے سے روکا جائے تو وہ مستقل جہالت، پسماندگی اور معاشی زوال کا شکار ہوں گے، جو کہ امت کے لیے "حرجِ عظیم" اور "فسادِ عام" کا باعث ہے۔ شریعت کے بنیادی مقاصد میں ازالۂ فساد اور دفعِ حرج بھی ہے۔

ایجوکیشن لون کی صورت میں اگرچہ طالب علم کو کچھ زائد رقم دینی پڑتی ہے، لیکن اس کے نتیجے میں وہ ایک اعلیٰ ڈگری، معاشی استحکام، عزتِ نفس اور قوم وملت کی خدمت کا ایک اچھا ذریعہ حاصل کرلیتا ہے۔ یعنی یہاں ضررِ خاص (کچھ زائد رقم کا دینا) کو برداشت کر کے نفعِ عام (یعنی تعلیمی ومعاشی ترقی) کا حصول ہو رہا ہے۔

○ حضرت مفتی محمد انفاس الحسن چشتی مد ظلہ لکھتے ہیں:

"کوئی طالب علم اگر ابتدائی تعلیم اچھی پوزیشن کے ساتھ حاصل کرے پھر وہ بوجہ مجبوری اعلیٰ تعلیم کے لیے بینک سے ایجوکیشن لون لے تو بینک کو جتنا انٹرسٹ دینا پڑے گا تعلیم مکمل کرنے کے بعد اس سے کئی گنا زیادہ کمالے گا، لہذا طالب علم کے لیے قرض حسن کی کوئی صورت نہ ہو اور نہ ہی کوئی اور راستہ ہو جس سے وہ اپنی اعلیٰ تعلیم کے اخراجات پورے کرسکے تو بوجہ حاجت نفع مسلم کے مظنون بظن غالب ہونے کی وجہ سے بقدر حاجت بینک سے لون لینا جائز ہونا چاہیے۔"

مذکورہ بالا تمام فقہی مباحث، مناہج اور زمینی حقائق کے تجزیے کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے:

اگر طالب علم کے پاس ذاتی وسائل، بلا سود قرضِ حسنہ، اسکالرشپ یا خیراتی اداروں سے تعاون کا کوئی بھی راستہ موجود ہو، تو سود پر مبنی ایجوکیشن لون سے بچنا ہی تقویٰ اور عزیمت ہے۔"

○ مولانا قاضی فضل احمد مصباحی اور بہت سارے مندوبین نے تحقق ربا کے تعلق سے جمہور فقہا اور امام ابن الھمام رحمہم اللہ نے جو کچھ ذکر کیا ہے وہ ساری بحثیں اپنے اپنے مقالوں میں نقل کی ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ بعد میں نظریات بظاہر مختلف ہوگئے۔ بعض نے کچھ عصری علوم کو فرضِ کفایہ قرار دے کر انھیں ضرورت وحاجت کی منزل میں تسلیم کیا اور اس حاجت کی بنیاد پر نفع پر قرض لینے کی اجازت دی۔

مولانا قاضی فضل احمد مصباحی "احیاء علوم الدین" کی تفصیلی عبارت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"اس سے ثابت ہوا کہ علم طب کی طرح کچھ اور صنعت و حرفت کا جاننا اور سیکھنا جن کا انسانی زندگی سے گہرا تعلق ہے فرضِ کفایہ ہے اور یہ بھی انسان کے لیے ضرورت وحاجت کی منزل میں ہے تو ایسے حاجت مند کو نفع پر قرض لینا جائز ہے اس لیے سوال میں مذکور اکثر کے لیے بینک سے لون لینے کے جواز کی راہ نکلتی ہے۔

البحر الرائق میں ہے: وفی القنیة من الکراهیة یجوز للمحتاج الاستقراض بالربح."

○ حضرت مولانا عارف اللہ فیضی ○ اور حضرت مولانا ناصر حسین مصباحی نے بھی "احیاء علوم الدین" کی عبارت نقل کی ہے مگر عصری تعلیم کے لیے بینک سے لون لینے کا جواز مطلق نہ رکھا بلکہ مشروط کر دیا ہے جس کی تفصیل دوسرے نظریے کے تحت ان شاء اللہ تعالیٰ آئے گی، افادہ ناظرین کے لیے احیاء علوم الدین کی عبارت پیش کر ہی دیتے ہیں، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

" فالعلوم التي ليست بشرعية تنقسم إلى ما هو محمود وإلى ما هو مذموم وإلى ما هو مباح فالمحمود ما يرتبط به مصالح امور الدنيا كالطب والحساب وذلك ينقسم إلى ما هو فرض كفاية وإلى ما هو فضيلة وليس بفريضة. اما فرض الكفاية فهو كل علم لا يستغنى عنه في قوام امور

الدنيا كالطب إذ هو ضروري في حاجة الأبدان وكالحساب فإنه ضروري في المعاملات وقسمة الوصايا والمواريث وغيرهما وهذه هي العلوم التي لو خلا البلد عمن يقوم بها حرج أهل البلد وإذا قام بها واحد كفى وسقط الفرض عن الآخرين فلا يتعجب من قولنا ان الطب والحساب من فروض الكفايات فإن اصول الصناعات ايضاً من فروض الكفايات كالفلاحة والحياكة والسياسة بل الحجامة والخياطة فإنه لو خلا البلد من الحجام تسارع الهلاك إليهم وحرجوا بتعريضهم انفسهم للهلاك فإن الذي انزل الداء انزل الدواء وأرشد إلى استعماله واعد الأسباب لتعاطيه فلا يجوز التعرض للهلاك بإهمالها. " (احياء علوم الدين، ج: 1، ص: 32)

دوسرا نظریہ: یہ ہے کہ بعض صورتوں میں مشروط طور پر عصری تعلیم کے لیے بینک سے لون لینا جائز ہے، یہ نظریہ باقی تمام علماے کرام کا ہے، ان میں اکثر حضرات نے ربا کی حقیقت، تحققِ ربا کی شرط اور فتح القدیر وغیرہ کی عبارتیں ذکر کرکے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے:

"لہٰذا حکومتِ ہند کے بینک سے زیادتی کی شرط پر اگر کوئی لون لیتا ہے تو جمہور فقہاے احناف کے نزدیک سود نہیں ہوگا۔ البتہ یہ معاملہ مسلمانوں کو کرنے کی اسی وقت اجازت ہوگی جب کہ مسلمان کو نفع پہنچے اور اگر مسلمان کو نفع پہنچنے کے بجاے غیر مسلم کو نفع پہنچے تو یہ ناجائز ہوگا جیسا کہ (امام ابن الہمام) کمال الدین حنفی فرماتے ہیں:

فالظاهر أن الإباحة تفيد نيل المسلم الزيادة وقد التزم الأصحاب في الدرس أن مرادهم من حل الربا والقمار ما إذا حصلت الزيادة للمسلم نظراً إلى العلة. (باب الربا ج 7 ص: 39)

فتح القدیر کی عبارت سے وہ ربا مراد نہیں ہے جس کی حرمت منصوص علیہ ہے کیوں کہ جس کی حرمت نص قطعی سے ثابت ہے وہ کسی بھی حال میں حلال نہیں ہو سکتا، اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ جو نفع خالی عن العوض ہو اور غیر مسلم سے بلا غدر مسلمان کو ملے اور مسلمان اس زیادتی کو مباح سمجھ کر لے تو لینا جائز ہے اور اگر غیر مسلم کو دینا پڑے تو جائز نہیں ہے۔"

(مقالہ مولانا مبشر رضا ازہر مصباحی)

○ حضرت مولانا عارف اللہ فیضی صاحب لکھتے ہیں:

"نظر بر آں معاشی تنگی کی وجہ سے اعلیٰ تعلیم جاری رکھنے کے لیے قابل و باصلاحیت مسلم طلبہ کو اگر سرکاری بینکوں یا پرائیویٹ بینکوں یا نان بینکنگ فائنانشیل کمپنیوں یا مختلف حکومتی اسکیموں سے سودی قرض لینے سے روک دیا جائے تو اس میں نہ صرف ان کا بلکہ بھارتی مسلمانوں کا بھی حرج و ضرر ہے۔ ان طلبہ کا حرج و ضرر یہ ہے کہ اب اعلیٰ تعلیم کی تحصیل سے محرومی کے بعد ان کا کوئی مضبوط ذریعۂ معاش نہیں ہوگا، اپنی معمولی صلاحیتوں کی بنا پر وہ چھوٹے موٹے کاروبار اختیار کرنے پر مجبور ہوں گے اور اعلیٰ ملازمتیں ان کے لیے شیخ چلی کا خواب بن جائیں گی۔ اور عوام مسلمین کا حرج و ضرر یہ ہوگا کہ یہ آفسوں میں بے سہارا چکر لگاتے رہیں گے اور ملازمین کے رحم و کرم پر رہیں گے، پھر رشوت سے آلودہ ہونا پڑے گا، یہ بلا شبہہ حرج و ضرر ہے، اس لیے اس سے بچنے اور امت کو آسانی فراہم کرنے کے لیے نیز معاشی حاجت و جلب منفعت کے لیے آج مذہب جمہور پر عمل و فتویٰ کی اجازت ہونی چاہیے۔

اگر مندرجہ ذیل مباح صورتوں میں سے کسی ایک صورت کے مطابق قرض لیا جائے تو امام ابن الھمام، ان کے اساتذہ اور (امام) احمد رضا - رحمہم اللہ تعالیٰ - کے نزدیک بھی ایسا قرض لینا جائز ہو جائے گا۔ جمہور فقہاے احناف کے نزدیک تو جائز ہوگا ہی۔

① طالب علم کے والد یا والدہ کے ٹیکس ادا کنندہ ہونے کی صورت میں انکم ٹیکس کے ضرر کثیر سے بچنے کے لیے قرض لیں اور اس کی میعاد پر ادا کر دیں تاکہ انٹرسٹ، انکم ٹیکس سے کم رہے۔

② چھوٹ پر قرض لیا جائے تو واجب الادا قرض کی ادا میں اتنی دیر نہ ہو کہ انٹرسٹ بڑھ کر سرمایۂ قرض سے بڑھ جائے۔

③ جس اعلیٰ تعلیم کے لیے قرض لیا جائے اس میں انٹرسٹ سے زیادہ نفع کا ظنِ غالب ہو۔

(جدید مسائل پر علماء کی رائیں اور فیصلے، ص:236)

طلبہ کے سرپرست کم سے کم سودی قرض لینے کی کوشش کریں۔ اس کے لیے یہ تدابیر اختیار کریں:

① گھر میں زیورات ہوں اور ان کو محفوظ رکھنا ضروری نہ ہو تو فروخت کر دیں۔ اگر تعلیم کا خرچ حاصل شدہ قیمت سے پورا ہو جائے تو ٹھیک ورنہ جتنی رقم درکار ہو اس کے مطابق قرض لیں۔

② کوئی زائد مکان ہو تو اسے فروخت کر دیں۔ اگر پھر بھی قرض لینے کی ضرورت ہو تو ضرورت بھر قرض لیں۔

③ زمین ہو تو اتنی فروخت کریں جس سے گزر اوقات میں کوئی پریشانی نہ ہو۔ پھر بھی ضرورت ہو تو قرض لے لیں۔

④ اپنے قریبی رشتے داروں سے قرض مانگیں۔ اگر وہ مل کر پوری رقم دے دیں تو ٹھیک ورنہ ضرورت کے مطابق قرض لے لیں۔

بہر حال مدتِ ادا کے اندر ہی قرض ادا کر دیں ورنہ ادا میں تاخیر کے بعد سر پر آنے والے بھاری مالی بوجھ اور گناہ اور اپنی ذلت و رسوائی سے خود کو بچا نہ سکیں گے۔"

○ حضرت مولانا ساجد علی مصباحی لکھتے ہیں:

"لہٰذا مسئلۂ دائرہ میں ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ اصل حکم یہ ہے کہ حکومتِ ہند کے بینکوں سے عصری تعلیم کے لیے قرض لینا ناجائز و حرام ہے؛ کہ انٹرسٹ کے نام پر جو زائد رقم دینی پڑے گی وہ سود ہے اور سود دینا ناجائز و حرام ہے۔

مگر اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ دورِ حاضر میں مسلم طلبہ کے لیے عصری تعلیم کی ضرورت ہے اور یہ بھی واضح ہے کہ اعلیٰ عصری تعلیم حاصل کرنے والوں کو ظنِ غالب ملحق بالیقین ہوتا ہے کہ اگر وہ لون لے کر اپنی اعلیٰ تعلیم مکمل کر لیتے ہیں تو انھیں بینک کو جتنا انٹرسٹ دینا پڑے گا اس سے کئی گنا زیادہ اس تعلیم کے ذریعہ کما لیں گے اور باقی زندگی عزت و وقار کے ساتھ بسر کر سکیں گے؛ لہٰذا ایسے طلبہ جو اعلیٰ عصری تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں اور ان کی ابتدائی تعلیم سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اعلیٰ تعلیم حاصل کر سکتے ہیں، مگر ان کے پاس اخراجات کا انتظام نہیں ہے اور قرضِ حسن ملنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی ہے، ان کے لیے ضرورت اور نفع کے مظنونِ ظنِ غالب ہونے کی وجہ سے بینک سے لون لینا جائز ہے۔"

○ حضرت مولانا ناصر حسین مصباحی نے پہلے اس مسئلے کے گیارہ گوشے ذکر کیے اور ہر ایک پر جامع گفتگو کی پھر اخیر میں اپنی رائے قائم کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"راقم الحروف کی رائے یہ ہے کہ اگر کسی طالبِ علم کے لیے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کا کوئی جائز اور انٹرسٹ سے پاک متبادل ذریعہ موجود نہ ہو اور اسے غالبِ گمان ہو کہ ملازمت ملے یا نہ ملے ہر صورت میں قرض ادا کر دے گا یا یہ غالبِ گمان ہو کہ نجی یا سرکاری اداروں میں اچھی ملازمت حاصل کر لے گا، اور قرض ادا کر دے گا، تو ایسوں کا عصری تعلیم کے لیے بینکوں سے قرض لینا جائز ہے۔

اوّلاً: اس وجہ سے کہ آج عصری علوم کی سخت حاجت ہے، بلکہ طب، حساب، قانون، معیشت و بزنس وغیرہ علوم ضرورت کے درجے میں ہیں، اسی وجہ سے یہ علوم فرضِ کفایہ ہیں۔

ثانیاً: مجلسِ شرعی کے 19 ویں فقہی سیمینار میں یہ واضح ہوا کہ "بینک سے قرض لے کر زائد رقم مسلمان کو دینی پڑے تو اس کا سود ہونا اجماعی نہیں، بلکہ ایک اختلافی حکم ہے۔ پھر اختلاف بھی ایسا ہے کہ اکثر فقہا اباحت کے قائل ہیں اور صرف امام ابن الہمام، ان کے اساتذہ اور امام احمد رضا علیہم الرحمۃ والرضوان اس کو سود مانتے ہیں اور یہ بھی ان سے منصوص نہیں، بلکہ ان کے کلام سے ظاہر ہے۔ پھر یہ بھی امام ابن الہمام کے اساتذہ کا استخراج ہے۔ اس لیے جو شدید حکم اجماعی اور منصوص سود کا ہوتا ہے اس کا نہیں ہو سکتا بلکہ اس کا حکم اس سے بہت اخف اور ہلکا ہوگا۔"

(جدید مسائل پر علما کی رائیں اور فیصلے، ج:3، ص:241)

اور جو طالب علم اس حالت میں نہ ہو یعنی قرض ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو اور نہ ہی کامیابی کا غالب گمان ہو تو ایسوں کے لیے بینک سے قرض لینا عام نصوص کتاب و سنت میں ممانعت آئی ہے۔"

○ حضرت مولانا محمود علی مشاہدی صاحب نے مخصوص

شرطوں کے ساتھ عصری تعلیم کے لیے لون لینے کے جواز پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"میری رائے میں مفید، کار آمد مخصوص پروفیشنل کورسز کے لیے مشروط تعلیمی لون کی اجازت ہونی چاہیے۔ کچھ شرطیں درج ذیل ہیں:

(1) حکومت یا کمپنیوں میں اس کورس کے ماہرین کی ۱۰۰ فیصد مانگ ہو۔

(2) کم سے کم انٹرسٹ پر لون لینے کی کوشش کرے، بلفظ دیگر ان اداروں سے لون لے جو کم انٹرسٹ پر لون دیتے ہوں۔

(3) رفاہی اداروں سے بھی تعلقات استوار رکھے، اگر ان سے مطلوبہ رقم مل جائے تو لون کے جال میں نہ پھنسے۔

(4) انٹرسٹ کی چھوٹ کے ساتھ لون لینے کی کوشش کرے۔

(5) کورس کے درمیان ان شرائط کو پورا کرنے کی کوشش کرے جن سے اس کو وظیفہ ملنے کا امکان ہو۔

(6) دورانِ تعلیم بھی حسبِ استطاعت لون ادا کرنے کی کوشش کرے۔

(7) کورس ایسا ہو کہ پڑھنے کے بعد آسانی کے ساتھ لون ادا کر سکے۔

(8) بلا حاجت ہرگز لون نہ لے۔"

○ حضرت مولانا ابرار احمد اعظمی مسئلہ ربا پر تحقیقی گفتگو کرنے کے بعد ایک نئی جہت سے اپنی رائے قائم کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"پھر اس مقام پر یہ بھی ملحوظِ خاطر رہے کہ زیرِ بحث "عصری تعلیم کے لیے بینکوں سے لون لینے کا مسئلہ" قومی، ملی اور ملکی فلاح و بہبود سے وابستہ ہے جب کہ لون دینے کا مسئلہ خالص حربی سے نہیں بلکہ ایسی معاہد حربی حکومت کے زیرِ انتظام بینکوں سے وابستہ ہے جو جمہوری نظام کے تحت ہر ہندوستانی شہری کی خیر خواہ اور قانونی بندش کے تحت ہماری جان، مال، عزت، آبرو کی پاس دار ہے۔

اس توضیح کی روشنی میں جمہور مذہبِ احناف "مُرجّح بہ ترجیحاتِ کثیرہ" کو خاطر میں رکھتے ہوئے یہ حکم صادر کیا جانا چاہیے کہ عصری تعلیم کے حصول کے لیے طالبِ علم یا اس کے سرپرست کو اگر ظنِ غالب ہے کہ وہ بینکوں سے لیے گئے لون کو بہ آسانی ادا کر سکتا ہے تو اسے اس کی اجازت ہونی چاہیے کہ مذہبِ جمہور پر لین دین کا یہ معاملہ سود کے زمرے میں نہیں آتا۔ اور ایک مسلمان کی جانب سے لین دین کا یہ معاملہ معلل بہ غرضِ صحیح بھی ہے۔ مگر ساتھ ہی اس خطرہ سے بھی آگاہ کر دیا جانا چاہیے کہ:

بدر یادر منافع بے شمار است
وگر خواہی سلامت بر کنار است"

○ حضرت مولانا ناظم علی مصباحی امتِ مسلمہ کی بے حسی اور قومِ مسلم کی تعلیمی پس ماندگی کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"**خلاصۂ کلام:** ایجوکیشن لون لینے اور اس سے عصری علوم و فنون کی تحصیل و تکمیل کے لیے صرف ان کے لیے اجازت و رخصت ہے جنھیں اس کی سخت حاجت ہے وہ بینک کے اصول و ضوابط کی رعایت پر مکمل قادر ہوں اور سود کی بدترین بلا اور اس کے بار سے اس طرح گراں بار نہ ہوں کہ اس بوجھ کے دفع پر قادر نہ ہوں اور تباہی و بربادی اور سخت ضرر کے شکار ہوں۔"

○ حضرت مفتی محمد نظام الدین رضوی دام ظلہ اپنے مقالے کے اخیر میں فرماتے ہیں:

"خلاصہ یہ ہے کہ ہندوستان میں اہلیتی و مقابلہ جاتی امتحانات کا نظام طلبہ کو میرٹ کی بنیاد پر اعلیٰ تعلیم کے مواقع فراہم کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ تاہم کامیابی کے بعد حاصل ہونے والی نشست کی نوعیت، ادارے کا سرکاری یا نجی ہونا، quota اور فیس کا ڈھانچہ طلبہ کے معاشی حالات پر گہرا اثر ڈالتا ہے۔ سرکاری اداروں میں کم فیس، محدود نشستیں، concession fee، scholarships اور دیگر مالی مراعات ایک طرف ہیں، جب کہ نجی اداروں میں زیادہ tuition fee، hostel اور دیگر اخراجات اور بعض صورتوں میں management یا NRI quota کے تحت انتہائی زیادہ مالی بوجھ دوسری طرف ہے۔

اس لیے ایک منصفانہ اور موثر تعلیمی نظام کی بنیادی ضرورت یہ ہے کہ باصلاحیت طالب علم کی اعلیٰ تعلیم محض اس کے خاندان کی مالی استطاعت کی وجہ سے متاثر نہ ہو۔ سرکاری وظائف، کم فیس والی سرکاری نشستیں، fee concessions اور دیگر مالی مراعات دراصل اسی مقصد کے لیے اہم کردار ادا کرتی ہیں کہ ملک کے ذہین اور مستحق طلبہ کو ان کے معاشی پس منظر سے قطع نظر اعلیٰ تعلیم کے مناسب مواقع حاصل ہوں۔

شرعی احکام: (1) جن طلبہ کو خدائے قدیر نے اچھا ذہن، فہم کا بہتر سلیقہ اور محنت کر کے آگے بڑھنے کی صلاحیت بخشی ہے، وہ لون سے صرفِ نظر کر کے محنت کے ساتھ آگے بڑھنے کی کوشش کریں، تاکہ انھیں سرکاری کالجوں اور دانش گاہوں میں تعلیم کے مواقع میسر ہوں اور سرکاری وظیفہ بھی پاسکیں۔ اگر ایسے طلبہ غریب ہوں تو اہلِ خیر تعاون کر کے ان کے لیے سہارا بنیں۔ بقدرِ کفایت تعاون نہ مل سکے تو اپنی حاجت پوری ہونے تک کچھ لون لے کر تعلیم مکمل کرلیں اور میعاد کے اندر لون ادا کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں۔ یہ اجازت بوجہ حاجت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(2) اگر مقابلہ جاتی امتحان میں مطلوبہ معیار تک نہ پہنچ سکیں تو کوشش کریں کہ سائیڈ سے کچھ کام کریں، کچھ اہلِ خانہ اور اہلِ خیر کے تعاون سے کام چلائیں۔ بدرجہ مجبوری بقدرِ حاجت مختصر مدت کے لیے لون لے سکتے ہیں، جب کہ میعاد تک اسے ادا کرنے کی پوری کوشش ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(3) اگر تعلیم فارن میں آسان ہو اور خرچ کم لگے تو وہاں بھی جاسکتے ہیں۔ بہر حال، لون سے ممکن حد تک بچیں۔ جو مجبور ہو، معذور ہے؛ اور لون لیے بغیر کام نہ چل سکے تو لون کم اور مختصر مدت کے لیے ہی لے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(4) مختلف علاقوں میں امدادی تنظیمیں بنا کر ایسے طلبہ کی امداد کے مناسب بندوبست کے لیے ہمارے نوجوان علما آگے بڑھیں۔ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى۔ یہ کام آپ ہی کا ہے، عوام کا نہیں۔ قیادت آپ کے پاس ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(5) بظاہر اس لون کی اجازت نہیں ہے۔

فقہاے کرام نے کتاب وسنت کی روشنی میں سودی قرض کا حکم یہ بیان کیا ہے کہ اضطرار کی حالت میں جائز ہے۔ اضطرار کو ہی ضرورتِ شرعی بھی کہتے ہیں، جس کا حاصل یہ ہے کہ جب مجبوری اس حد کو پہنچ جائے کہ سودی قرض لیے بغیر کوئی چارۂ کار نہ ہو تو بقدر ضرورت لینے کی اجازت ہے۔

لیکن جس اعلیٰ تعلیم کی بات سوال میں کی گئی ہے، اس کے لیے حالتِ اضطرار نہیں پائی جاتی۔ اس لیے اعلیٰ تعلیم کے لیے دانش گاہوں میں جانے والے یا غیر ملکی سفر کرنے والے طلبہ ﴿فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ﴾ کے عموم میں نہیں آتے۔

مسلمان ایسے طلبہ کا تعاون کریں جو زیادہ حاجت مند ہوں۔ انھیں ایک مشت کچھ خطیر رقم زکات کی بھی دے سکتے ہیں۔ کوشش کریں کہ صدقات سے کام چلائے۔ ہمارے مسلمان رؤسا اگر بخل کے حصار سے نکل کر بابِ سخاوت وا کردیں تو، ان شاء اللہ، اس طرح کی تمام مشکلات کا حل نکل آئے گا، ورنہ ﴿وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ کا مصداق ہماری قوم کی قسمت بنتی جارہی ہے۔

علما کی ٹیم کو بھی قیادت کے لیے آگے آنا چاہیے کہ قیادت انھیں کی ذمہ داری ہے اور قوم مسلم برابر انھیں کے دامن سے وابستہ رہی ہے۔ تاہم، اعلیٰ تعلیم کے لیے قرض لینے والے طلبہ کے احوال کا جائزہ لیا جائے کہ وہ ادا کر کے سود کی طغیانی سے نجات پاجاتے ہیں یا نہیں، اور فائدے میں رہتے ہیں یا نہیں۔ مثبت رپورٹ کی صورت میں جواز کی گنجائش مشروط طور پر نکل سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم"

یہ ہے خلاصہ مقالات، اب اس کے بعد **یہ امور تنقیح طلب ہیں:**

1- فی زمانا کیا عصری علوم کی تحصیل مسلمانوں کے لیے حاجت کی منزل میں ہے؟

2- اگر یہ حاجت کی منزل میں ہے تو اس کا دائرۂ اثر کیا ہوگا؟ کیا اس کے لیے سرکاری بینکوں سے لون لیا جاسکتا ہے؟

3- بر تقدیر جواز یہ مشروط ہے یا غیر مشروط؟ ◘○◘

تحریک دعوت انسانیت ڈیرہ پور کان پور دیہات میں منعقد

فقہی سیمینار کے فیصلے

از: سراج الفقہا حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین رضوی

﴿1﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فیصلہ بابت- علاج و معالجہ میں مروج کمیشن کا حکم

طبی جانچ مراکز اور دواخانوں کی طرف سے ڈاکٹر حضرات جو تحفہ لیتے ہیں جسے سماج میں عام طور پر کمیشن سمجھا جاتا ہے وہ شرعی نقطۂ نظر سے رشوت کا معاملہ ہے اور اس سے عام مریضوں کو ضرر بھی لاحق ہوتا ہے اور یہ ملکی قانون کے اعتبار سے بھی جرم ہے اس لیے یہ معاملہ شرعاً و قانوناً ہر اعتبار سے ناجائز و گناہ ہے۔

ہاں اگر ڈاکٹر یہ اعلان کر دیں کہ انہیں پیتھالوجی اور دوسرے طبی جانچ مراکز اور دواخانوں سے کمیشن نہیں چاہیے پھر بھی مذکورہ جگہوں سے تحفے آتے ہیں تو لینے کی اجازت ہوگی؛ لأن الصریح یفوق الدلالۃ۔ یہ شرعی حکم ہے لیکن اگر قانوناً یہ بھی ممنوع ہو تو شرعاً ممنوع ہے۔

مراجع : ○حدیث شریف میں ہے: قال رسول اللہ ﷺ : "لَا ضَرَرَ وَ لَا ضِرَارَ".

(سنن ابن ماجه، 2/ 784، كتاب الأحكام، باب من بنى في حقه ما يضرّ بجاره، رقم الحديث: 2340)

○تعریفات جرجانی میں ہے: "الرِّشْوَةُ مَا يُعْطَى لِإِبْطَالِ حَقٍّ أو لِإِحْقَاقِ بَاطِلٍ۔"

(تعريفات الجرجاني، ص: 111، دار الكتب العلمية، بيروت)

○ردالمحتار میں ہے: "الرِّشْوَةُ مَا يُعْطِيهِ الشَّخْصُ الْحَاكِمَ وَغَيْرَهُ لِيَحْكُمَ لَهُ أَوْ يَحْمِلَهُ عَلَى مَا يُرِيدُ."

(رد المحتار، ج :5، ص: 362، دار الفكر بيروت)

○اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدّس سرّہ فرماتے ہیں: "جو پرایا حق دبانے کے لیے دیا جائے رشوت ہے، یوہیں جو اپنا کام بنانے کے لیے حاکم کو دیا جائے رشوت ہے۔" (فتاوی رضویہ، ج23، ص597، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

○نیز فرماتے ہیں" : یہ قاعدہ کلیہ نفیسہ جلیلہ حفظ کرنے کا ہے کہ جب کسی کا دوسرے پر کچھ آتا ہو یا اس سے لینے کا شرعاً حق رکھتا ہو، اور اپنے اس حق تک قانوناً نہ پہنچ سکتا ہو تو اس کے وصول کے لیے کسی ایسے امر کا ارتکاب جو قانوناً ناجائز ہے، اور جرم کی حد تک پہنچے شرعاً بھی ناجائز ہوگا کہ ایسی بات کے لیے جرمِ قانونی کا مرتکب ہو کر اپنے آپ کو سزا اور ذلت کے لیے پیش کرنا شرعاً بھی روا نہیں۔

قَالَ تَعَالَىٰ: ﴿وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ وَقَدْ جَاءَ الْحَدِيثُ عَنْهُ ﷺ يَنْهَى الْمُؤْمِنَ أَنْ يُذِلَّ نَفْسَهُ." (فتاوی رضویہ، ج:20، ص:192، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

﴿2﴾

فیصلہ بابت- عصری تعلیم کے لیے بینکوں سے قرض لینے کا حکم

(1) جن طلبہ کو خدائے قدیر نے اچھا ذہن، فہم کا بہترین سلیقہ اور محنت کر کے آگے بڑھنے کی صلاحیت بخشی ہے وہ لون سے

صرف نظر کر کے محنت کے ساتھ آگے بڑھنے کی کوشش کریں تاکہ انھیں سرکاری کالجوں اور دانش گاہوں میں تعلیم کے مواقع میسر ہوں اور سرکاری وظیفہ بھی پاسکیں- اگر ایسے طلبہ غریب ہوں تو اہل خیر تعاون کر کے ان کے لیے سہارا بنیں- بقدر کفایت تعاون نہ مل سکے تو اپنی حاجت پوری ہونے تک کچھ لون لے کر تعلیم مکمل کرلیں اور میعاد کے اندر لون ادا کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں یہ اجازت بوجہ حاجت بمنزلۂ ضرورت ہے- واللہ تعالی اعلم

(2) اگر مقابلہ جاتی امتحان میں مطلوبہ معیار تک نہ پہنچ سکیں تو کوشش کریں کہ کچھ اضافی کام کریں، کچھ اہل خانہ اور اہل خیر کے تعاون سے کام چلائیں، بدرجۂ مجبوری بقدر حاجت مختصر مدت کے لیے لون لے سکتے ہیں جب کہ میعاد تک اسے ادا کرنے کی پوری کوشش ہو اور بہر حال وقت کے ضیاع سے بچیں۔ واللہ تعالی اعلم

(3) اگر تعلیم فارن میں آسان ہو اور خرچ کم لگے تو وہاں بھی جاسکتے ہیں بہر حال لون سے ممکن حد تک بچیں۔ جو مجبور ہو معذور ہے، اور لون لیے بغیر کام نہ چل سکے تو لون کم اور مختصر مدت کے لیے ہی لے۔ اہل خیر ان کے تعاون میں دلچسپی لیں۔ جو طلبہ اپنی نجی حیثیت میں مستطیع نہ ہوں تو انھیں یک مشت زکوٰۃ کی زیادہ رقم بھی دے سکتے ہیں۔

علم کے میدان میں ہماری پستی کا سبب سود پر مبنی قرض کا عدم جواز نہیں، بلکہ دیگر اسباب ہیں:

(1)- حصولِ علم سے حد درجہ غفلت اور بے رغبتی: جب کسی قوم میں علم حاصل کرنے کا جذبہ ماند پڑ جائے تو اس کی علمی ترقی کا سفر بھی رک جاتا ہے۔

(2)- راتوں کو دیر تک جاگنا اور دن میں دیر تک سونا۔

(3)- شادیوں اور نیاز میں اسراف و فضول خرچی: ہماری قوم اپنی محدود مالی استطاعت کا بڑا حصہ ایسی تقریبات اور رسوم میں صرف کر دیتی ہے جن میں نمود و نمائش اور غیر ضروری اخراجات غالب ہوتے ہیں۔ اگر یہی سرمایہ تعلیم، تحقیق اور علمی اداروں کے فروغ پر صرف کیا جائے تو قوم کی سمت بدل سکتی ہے۔

(4)- موبائل فون میں غیر ضروری اشتغال: جو وقت کتاب، مطالعہ اور علمی سرگرمیوں میں صرف ہونا چاہیے وہ غیر ضروری مشاغل کی نذر ہو جاتا ہے۔

(5)- اپنا مال خرچ کرنے سے گریز: ہماری قوم، قومی و اجتماعی ضرورتوں پر مال خرچ کرنے سے حتی الامکان بچنا چاہتی ہے، نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ دنیا کا ہر کام زکات کے ذریعے انجام دینا چاہتی ہے، اور اب تعلیمی پستی کا حل بھی سودی قرض میں ڈھونڈنے لگی ہے۔ جب کہ یہ کام صاحبِ ثروت افراد کی ذمہ دارانہ مالی شرکت اور اجتماعی قربانی سے بھی ہو سکتا ہے۔

(6)- سرکاری ملازمتوں سے کنارہ کشی: سرکاری اور باقاعدہ ملازمتوں کے میدان میں ہماری نمائندگی بہت کم ہے۔ اگر ہم نئی نسل کو عصری تعلیم، مسابقتی امتحانات اور مختلف سرکاری شعبوں میں داخلے کے لیے تیار کریں تو معاشی استحکام کے ساتھ ساتھ قومی سطح پر ہماری مؤثر نمائندگی بھی بڑھ سکتی ہے۔ واللہ تعالی اعلم

﴿3﴾

جنرل انشورنس اور ہیلتھ انشورنس کا حکم

اس عنوان پر مندوبین نے بڑی محنت اور تحقیق و جستجو کے بعد گراں قدر مقالات لکھے، لیکن سیمینار کی آخری نشست میں دیر تک بحث و تمحیص کے بعد بھی کسی ایک رائے پر اتفاق نہ ہو سکا، جس کی وجہ سے اس موضوع کو اگلے سیمینار کے لیے ملتوی کر دیا گیا، ان شاء اللہ الرحمن آئندہ سیمینار میں یہ موضوع پھر زیر بحث ہوگا اور رب کے فضل و کرم سے امید ہے کہ ہم لوگ کسی فیصلے تک پہنچنے میں کامیاب ہوں گے۔ ان شاء اللہ۔ ✷ ✷ ✷

نقد ونظر

”برکاتِ تراجم“ ایک تجزیاتی مطالعہ

از قلم: توفیق احسن برکاتی [جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ]

”فتویٰ نویسی“ کا شغل انتہائی حزم واحتیاط اور دیانت داری کا تقاضا کرتا ہے۔ یہ ایک ایسا علمی ودینی کام ہے جہاں اصولِ شرع، آئین بحث اور بلاغت آشنا زبان کی پابندی لازم ہوتی ہے۔ ”رسم المفتی“ کی نصابی ضرورت اسی لیے مسلم الثبوت ہے۔ ایک مفتی اگر کتبِ فقہ کی درجہ بندی اور طبقاتِ فقہا سے آگاہ نہ ہو تو وہ افتا کا اہل نہیں قرار دیا جاسکتا۔ ہاں! اگر وہ مولفین فقہ کے احوال وآثار اور فقہی کتابوں کے استنادی مقام سے واقف ہو اور زبان کے مبادی کا گہرا ادراک رکھتا ہو، ساتھ ہی اس نے ماہر وتجربہ کار مفتی کی نگرانی وسرپرستی میں مدتہا افتا کی مشق کی ہو تو وہ دارالافتاء میں بیٹھ کر فتویٰ نویسی کا حق رکھتا ہے۔ جیسا کہ فقیہ اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی علیہ الرحمہ نے اپنے فتاویٰ میں متعدّد مقامات پر اصول فتویٰ نویسی کی شرطوں کی جانب اشارہ فرمایا ہے۔

جواں فکر اور بیدار مغز قلم کار مفتی مشتاق احمد امجدی زید مجدہ کی تصنیف ”برکاتِ تراجم“ مشق افتا کی اسی نصابی ضرورت کو پورا کرتی ہے۔ مصنف تقریباً گیارہ برسوں سے ”امام احمد رضا لرننگ اینڈ ریسرچ سینٹر، ناسک مہاراشٹر“ میں فتویٰ نویسی اور تحقیق فی الفقہ کی تدریس پر مامور ہیں اور پوری تن دہی اور کمال ذمہ داری کے ساتھ طالبان علوم فقہ کو مشق افتا کی تربیت دے رہے ہیں۔ فقہ وافتا سے ان کی دل چسپی اور تحریر وقلم سے ان کا یارانہ زمانۂ طالب علمی سے رہا ہے۔ تحقیقی نوادر کی تلاش اور اسلاف شناسی ان کا فطری ذوق ہے۔ تحقیق وافتا کے شعبے میں ان کی غیر معمولی مشق وممارست انتہائی قابل تحسین ہے۔ کئی علمی وتحقیقی کتابوں کے مصنف ہیں، ان کے قلم سے ہزاروں فتاویٰ جاری ہو چکے ہیں۔ عمر کی فقط چار دہائیاں گزری ہیں اور ان کا علمی شعور کافی بالیدہ ہو چکا ہے اور فکری قد بڑا اونچا۔ ذٰلك فضل الله يوتيه من يشاء.

”فتاویٰ رضویہ“ امام اہل سنت کا فقہی شاہکار اور فقہ حنفی کا انسائیکلوپیڈیا ہے، جس کی سطر سطر سے امام احمد رضا قادری علیہ الرحمہ کا فقہی مقام، ان کی مجد دانہ شان، ان کا ادبی کمال اور اصولِ افتا کی رعایت ظاہر ہوتی ہے۔ مفتی مشتاق احمد امجدی نے فقیہ اسلام کے اس علمی دبستان سے خوب خوشہ چینی کی ہے۔ فتاویٰ رضویہ جلد اول کے آغاز میں شامل امام احمد رضا قادری کا عربی خطبہ کسی ادبی کرامت سے کم نہیں۔ جس میں حمد باری تعالیٰ کا نور بھی ہے اور محبوبِ داور پر درود وسلام کا انوکھا انداز بھی، براعتِ استہلال کا نادر استعمال بھی ہے اور فقہا وکتب فقہ کا استعاراتی نظام بھی۔ ایسا علمی وادبی کہ ادب ششدر رہ جائے اور فن شرما جائے۔ اختصار وجامعیت کا مرقع، ایسا نمونہ شاید ہی کہیں ملے۔ زیر نظر کتاب اس خطبۃ الکتاب کی جامع توضیح وتشریح بھی ہے۔ جس میں فاضل مصنف نے اپنی فقہی تحقیق کا لہو انڈیل دیا ہے۔ ساتھ ہی اصول افتا پر سنجیدہ بحث کی ہے اور تحقیق فی الفقہ کے طلبہ کی تعلیمی رہنمائی بھی ہے جس کی بنیاد پر اس نے ایک نصابی کتاب کا درجہ پالیا ہے۔

”برکاتِ تراجم“ میں دو سو سے زائد کتب فقہ وفتاویٰ اور ان کے مولفین کا اجمالی تعارف ادبی انداز میں کرایا گیا ہے۔ یوں یہ کتاب فقہا اور کتب فقہ کے تراجم کا ایک ایسا نگار خانہ بن گئی ہے جو اساتذہ، طلبہ اور شائقین فقہ سب کو دعوتِ نظارہ دیتی ہے۔ پوری کتاب مقدمہ، خاتمہ، ضمیمہ اور تذنیب کے علاوہ آٹھ ابواب میں منقسم ہے جس کا اجمالی خاکہ یوں بنتا ہے:

باب اول: خطبۃ الکتاب کے لطائف ومعارف کے بیان میں

باب دوم: خطبۃ الکتاب میں مذکور کتب متون وشروح وحواشی کے تعارف میں۔

باب سوم: خطبۃ الکتاب میں غیر مذکور کتب متداولہ کے بیان میں۔

باب چہارم: صدی کی ترتیب پر کتب فتاویٰ کے بیان میں۔

باب پنجم: معروف القاب ومنسوبات کے اعلام کے بیان میں۔

باب ششم: کتب مناسک کے بیان میں۔

باب ہفتم: احوال اور تعارفِ کتب پر لکھی جانے والی کتب کے بیان میں

باب ہشتم: فوائد نافعہ کے بیان میں۔

آغازِ کتاب میں پیش لفظ کے بعد حضرت مفتی محمد عسجد رضا قادری، مفتی محمد ناظم علی مصباحی، مفتی قاضی فضل احمد مصباحی، مفتی فیضان المصطفیٰ قادری، مفتی محمد مبشر رضا ازہر مصباحی اور مفتی محمد کمال الدین مصباحی جیسے صاحبان علم کی ستائشی تحریریں مصنف اور زیر نظر کتاب کو درجۂ اعتبار بخشتی ہیں۔ ساتھ ہی اس سے علمی و فقہی حلقوں تک مفتی مشتاق احمد امجدی کی رسائی اور مقبولیت کا اندازہ بھی ہوجاتا ہے۔

مصنف نے مقدمۃ الکتاب میں فقہی کتابوں کی درجہ بندی پر تفصیلی بحث کی ہے ساتھ ہی کتب متون و شروح و حواشی کا علمی و تحقیقی تجزیہ کیا ہے۔ یہ ایک مستقل تحقیقی مضمون ہے جس کا مطالعہ اساتذہ وطلبہ کے لیے انتہائی سودمند ثابت ہوگا۔ علمی وادبی جرائد میں یہ مضمون بار بار شائع ہونا چاہیے۔

مصنف نے **باب اول** میں فتاویٰ رضویہ کے خطبۃ الکتاب کے ادبی محاسن و لطائف، فنی جمالیات اور بلاغی نظام پر جن زاویوں سے بحث کی ہے وہ دل چسپ بھی ہے اور چشم کشا بھی۔ امام احمد رضا قادری علیہ الرحمہ نے اس خطبے میں خطبہ نگاری کے تمام تقاضوں کی تکمیل کی ہے ساتھ ہی تقریباً ۹۰/ فقہی کتب واعلام کی تضمین کی ہے اور وہ بھی اس خوب صورتی کے ساتھ کہ عبارت کا تسلسل بھی قائم ہے اور فہم مطالب میں قاری کو معمولی گرانی کا بھی احساس نہیں ہوتا۔ مصنف نے ان کتب واعلام کی نشان دہی اپنی کتاب کے بابِ دوم میں کی ہے۔ یہ کتاب کا سب سے ثروت مند باب ہے اسی لیے اس کو تین فصلوں میں تقسیم کیا گیا ہے: فصل اول میں حمد باری تعالیٰ کے لیے استعمال کی گئی کتابوں کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔ فصل دوم میں مدحت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ضمن میں مذکور کتب کے احوال درج ہیں اور فصل سوم میں آل واصحابِ رسول اور اولیائے کاملین کے تذکروں کے ذیل میں بیان کردہ کتب کے تراجم موجود ہیں۔ یہ پورا باب کتاب کے ص: 95 تا 215/ کا احاطہ کرتا ہے۔ بابِ سوم دراصل باب دوم پر بطور استدراک تحریر کیا گیا ہے۔ فتاویٰ رضویہ کے خطبۃ الکتاب میں جن چند فقہی متون و شروح کا تذکرہ نہیں ہے اور ان کا شمار بھی متون معتبرہ میں ہوتا ہے ان کو باب سوم کی زینت بنایا گیا ہے۔

باب چہارم میں صدی ہجری کے اعتبار سے کتب فتاویٰ اور ان کے مؤلفین کے احوال کا اندراج ہے۔ یہ دراصل "فتاویٰ مفتی اعظم" کے مدون و محقق حضرت مولانا مفتی محمد حنیف خان بریلوی کے علمی و تاریخی مقدمے کا حصہ ہے جسے معمولی ترمیم کے ساتھ یہاں شامل کیا گیا ہے اور اس کی نشان دہی باب کے آغاز میں کردی گئی ہے۔ یہ فاضل مصنف کی علمی دیانت داری ہے ورنہ یار لوگ تو کسی اور کے تحریر کردہ مقدمہ یا مضمون کو ہی نہیں بلکہ پوری کتاب کو اپنے قلم کا لقمہ بناڈالتے ہیں اور ڈکار تک نہیں لیتے۔

باب پنجم بھی انتہائی قابل مطالعہ ہے، اس میں فقہا کے استعمال کردہ ان رموز و علائم کی پرتیں کھولی گئی ہیں جو کسی فقیہ کے اسم منسوب، لقب، یا ان کے علاوہ کی جانب مشیر ہوتے ہیں اور وقتِ مطالعہ طالبین فقہ کو دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مصنف کی یہ کوشش بھی لائق تحسین ہے کہ ایک مستقل باب میں اجمالی طور پر ان کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا ہے۔ باب ششم میں مسائل حج و زیارت اور احکام و مناسک پر مشتمل کتب و رسائل کے مختصر احوال درج کیے گئے ہیں۔ باب ہفتم میں فقہا کے تراجم اور ان کے احوال پر لکھی گئی چند کتابوں کا تعارف کرایا گیا ہے۔ لیکن یہاں فقط پانچ صفحہ مختص کیا گیا ہے جو ذرا تشنہ محسوس ہوتا ہے۔ تراجم فقہا پر مشتمل کتابوں کے مبسوط تجزیے کی گنجائش ہے۔ لیکن جتنا ہے کام کا ہے۔

باب ہشتم میں پچیس فوائد نافعہ کا تذکرہ کیا گیا ہے، یہ حصہ بھی فقہ وافتا سے شغف رکھنے والوں کے لیے کافی نفع بخش اور کارآمد ہے اور مصنف کی علمی گہرائی اور فقہی بصیرت کا روشن ثبوت بھی۔ خاتمہ میں کتب غیر معتبرہ سے نقل فتویٰ کا اصولی حکم بیان کیا گیا ہے اور رسم المفتی کے ماہرین کی کتابوں سے کتب معتبرہ کو نشان زد بھی کردیا گیا ہے۔ ایک ماہر مفتی پر لازم ہے کہ فتویٰ نویسی میں ان امور کا ضرور خیال رکھے۔ "ضمیمہ" میں کتب فقہ کی ابجدی فہرست دی گئی ہے اور تذنیب کے اندر کتاب میں مذکور فقہا کی صدی وار فہرست درج ہے۔

مفتی مشتاق احمد امجدی نے بڑی محنت سے یہ کتاب (کل صفحات: ۴۰۰) لکھی ہے اور اصول تحقیق کا لحاظ کرتے ہوئے معتبر محققین اور اصول افتا کے ماہرین کی آرا کی روشنی میں بحثیں رکھی ہیں اور ان سے کارآمد نتائج اخذ کیے ہیں۔ یوں یہ کتاب ایک مستند، معتبر علمی و تحقیقی دستاویز بن گئی ہے۔ راقم سطور پوری اردو دنیا میں جاری مشق افتا کے اداروں کی نصابی کتب میں "برکاتِ تراجم" کو شامل کرنے کی سفارش کرتا ہے۔

❋❋❋



صدائے بازگشت

خصوصی شمارہ کی اشاعت اہم اور نفع بخش اقدام ہے

محترم مدیر اعلیٰ ماہ نامہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

معتبر ذرائع سے یہ خوش کن اطلاع ملی ہے کہ ماہ نامہ اشرفیہ، کان پور میں منعقدہ دو روزہ فقہی سیمینار پر خصوصی شمارہ شائع کر رہا ہے۔ یہ ایک اہم اور نفع بخش اقدام ہے کیوں کہ اس کے ذریعہ ایک تاریخی علمی و فقہی بزمِ بحث و تحقیق کی روداد محفوظ ہو جائے گی اور امت مسلمہ تک متفق علیہ جدید شرعی مسائل پہنچ جائیں گے۔

ماہ نامہ اشرفیہ اس سے قبل مجلس شرعی جامعہ اشرفیہ کے زیر اہتمام منعقدہ تمام فقہی سیمیناروں پر خاص شمارہ نکالتا رہا ہے جس میں سیمینار کی مکمل روداد، خطبات استقبالیہ و صدارت، تلخیص مقالات، متفقہ فیصلے اور مندوبین کے گراں قدر تاثرات شامل ہیں۔ امید ہے کہ یہ شمارہ بھی انہی خطوط پر مشتمل ہوگا۔ ۱۵، ۱۶/ ربیع الاول 1448ھ مطابق 29، 30 اگست 2026ء کو تحریک دعوت انسانیت، کان پور دیہات کے زیر اہتمام اکتالیسویں عرس رفیقی کے موقع پر دو روزہ فقہی سیمینار منعقد ہوا جس کی چاروں نشستوں میں راقم سطور اپنے اساتذہ اور چند احباب علما کے ساتھ شریک رہا۔ چھ سات برس کے طویل وقفے کے بعد یہ کسی فقہی سیمینار میں شرکت نصیب ہو رہی تھی۔ اس لیے ہم سب پُر جوش تھے اور اس فقہی سیمینار کو انتہائی اہم سمجھ رہے تھے جو در حقیقت اس کا حق تھا۔ اس فقہی سیمینار کے منتظمین اس لیے بھی قابلِ مبارک باد ہیں کہ انھوں نے لاک ڈاؤن کی ہنگامہ آرائی سے تعطل کا شکار ہوئے فقہی سیمیناروں کا سلسلہ از سر نو شروع کیا۔

تحریک دعوت انسانیت کے روح رواں اور جامعہ معلم کائنات، ڈیرہ پور (کان پور دیہات) کے بانی و شیخ الحدیث مفتی محمد انفاس الحسن چشتی دام ظلہ العالی اپنے جامعہ کے اساتذہ اور مخلص احباب کے ساتھ مندوبین علما و ارباب تحقیق وافتا کی میزبانی کر رہے تھے۔ ان کا بے پایاں اخلاص، جذبۂ شوق اور بے مثال فروتنی قابل دید اور لائق تقلید تھی جس کا مشاہدہ اکثر ان سے وابستہ علما و مشائخ، مدارس کے اساتذہ اور مریدین و محبین کرتے رہتے ہیں۔ انھوں نے اپنی بساط بھر قیام وطعام کا بہتر سے بہتر انتظام کیا تھا اور ہر انتظام اپنی نگرانی میں لے رکھا تھا۔ شہر سے باہر کان پور آگرہ ہائی وے کے قریب ایک پُر سکون اور پُر فضا مقام پر واقع اریب گرین ورلڈ اینڈ ریزورٹ میں یہ فقہی مذاکرہ رکھا گیا تھا، جہاں چاروں طرف سبزہ زار تھے اور حسین قدرتی مناظر سے نگاہیں فیض یاب ہو رہی تھیں۔

بحث و تحقیق کے لیے تین اہم موضوعات منتخب تھے: (۱) علاج و معالجہ میں مروجہ کمیشن کا حکم (۲) عصری تعلیم کے لیے بینکوں سے قرض لینے کا حکم (۳) جنرل انشورنس اور ہیلتھ انشورنس کا شرعی حکم۔ الحمد للہ! تینوں موضوعات پر مندوبین نے گراں قدر تحقیقی مقالات تحریر کیے تھے اور تلخیص نگاروں نے بڑی محنت سے ان کا خلاصہ تیار کیا تھا۔ ہر موضوع زیر بحث آیا، تینوں تلخیص مقالات بغور سنی گئی، خوب بحثیں ہوئیں اور پھر فیصلہ تحریر کیا گیا۔ آخری موضوع پر شدید اختلاف رائے برقرار رہا اور متفقہ فیصلہ نہ ہوا لیکن ابتدائی دو موضوع پر فیصلہ کن بحثیں ہوئی اور متفقہ رائے قائم ہو گئی۔

آخری شام کو ہمیں ڈیرہ پور خانقاہ اور جامعہ معلم کائنات لے جایا گیا جہاں ایک مختصر نشست میں عوام و خواص کے بیچ سیمینار کا فیصلہ سنایا گیا اور پھر مفتی محمد انفاس الحسن چشتی اور ان کے رفقا کی ڈھیر ساری یادیں سمیٹ کر ہم نے رخت سفر باندھ لیا۔

توفیق احسن برکاتی

استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ

۴/ اکتوبر ۲۰۲۶ء

❋ ❋ ❋

سرگرمیاں

خیر و خبر

کان پور میں اکتالیسویں عرس رفیقی کا انعقاد

آستانۂ عالیہ چشتیہ رفیقیہ ڈیرہ پور ضلع کان پور دیہات میں خلیفۂ خواجہ بندہ نواز، تلمیذ صدر الشریعہ، رفیق العلما حضرت علامہ شاہ رفیق الحسن چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا اکتالیسواں عرس پاک مورخہ 16/17/18 ربیع الاول 1448ھ 29/30/ اگست ویکم ستمبر 2026ء کو خصوصی اہتمام کے ساتھ منعقد ہوا، عرس کی تمام تقریبات صاحب سجادہ حضرت علامہ مفتی محمد انفاس الحسن چشتی شیخ الحدیث وصدر شعبۂ افتا وقضا جامعہ معلم کائنات ڈیرہ پور کی قیادت میں منعقد ہوئیں۔

16 ربیع الاول شریف کو عرس رفیقی کا آغاز بعد نماز عشا صاحب عرس کے پیر ومرشد رئیس الفقہا، محبوب رب ذوالمنن حضرت علامہ شاہ سید مصباح الحسن چشتی مودودی رحمۃ اللہ علیہ پھپھوند شریف کی فاتحۂ مبارکہ سے ہوا۔

17 ربیع الاول شریف کو بعد نماز فجر قرآن خوانی ہوئی، بعد نماز عصر فاتحہ خوانی ومزار مبارک کی گل پوشی وچادر پوشی ہوئی، بعد نماز مغرب لنگر رفیقی سے زائرین شاد کام ہوئے۔

شب میں بعد نماز عشا جلسۂ عام کا انعقاد ہوا، جس کی صدارت آستانہ عالیہ صمدیہ مصباحیہ پھپھوند شریف کے صاحب سجادہ پیر طریقت حضرت علامہ شاہ سید محمد اختر میاں چشتی مدظلہ العالی نے فرمائی۔ خطیب آستانہ حضرت علامہ سید محمد مظہر میاں چشتی قبلہ پھپھوند شریف کا کلیدی خطاب ہوا جس میں انھوں نے سامعین کو ایمان وعقیدے کی پختگی کی نصیحت فرمائی۔ انھوں نے تحریک دعوت انسانیت کی دینی، علمی، تبلیغی اور تصنیفی خدمات پر مسرت کا اظہار فرمایا اور بانی تحریک دعوت انسانیت عالم ربانی حضرت علامہ مفتی محمد انفاس الحسن چشتی مدظلہ العالی کی دینی وعلمی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے فرمایا کہ:

”حضرت مفتی محمد انفاس الحسن چشتی اہل سنت کی امانت ہیں، میں ان کا احترام کرتا ہوں کیوں کہ وہ میرے والد ومرشد کے چہیتے، منظور نظر اور مقبول بارگاہ تھے، مجھے ان کے ادب کا درس خود حضور اکبر المشائخ نے سکھایا ہے، یہ ہمارے مرشد اور والد کے محبوب مرید وخلیفہ ہیں، انھوں نے اس بارگاہ میں اتنا قرب حاصل کیا کہ وہ ہمارے لیے اس بارگاہ کے وکیل بن گئے، اگر میں یہ کہہ دوں تو غلط نہیں ہوگا کہ یہ اس بارگاہ کے امیر خسرو بن گئے، ان پر حضور اکبر المشائخ علیہ الرحمہ کا دست کرم ہے، اس لیے وہ ان کا کوئی کچھ بگاڑ نہیں پائے گا۔ تحریک دعوت انسانیت ہماری تحریک ہے، پھپھوند شریف کا آستانہ ہمیشہ آپ کے ساتھ ہے۔“

صاحب سجادہ حضرت علامہ شاہ سید محمد اختر میاں چشتی صاحب قبلہ نے بھی تحریک دعوت انسانیت اور بانی تحریک دعوت انسانیت کے حوالے سے حوصلہ افزا کلمات ارشاد فرمائے اور ہر ماہ جیب خاص سے گیارہ ہزار روپے تحریک دعوت انسانیت کو پیش کرنے کا اعلان فرمایا۔

حضرت حافظ وقاری سید محمد منظر چشتی مدظلہ نے منظوم خراج عقیدت پیش فرمایا۔ حضرت مفتی غلام محبوب سبحانی چشتی ازہری صدر المدرسین جامعہ معلم کائنات نے بھی عمدہ خطاب فرمایا اور صاحب عرس کے فضائل ومناقب پر خاص طور سے روشنی ڈالی۔

پروگرام کی نظامت حضرت مولانا غلام جیلانی مصباحی مظفر پوری سابق استاذ جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف نے فرمائی، اس بابرکت موقع پر مدرسہ محمدیہ مصباح العلوم ڈیرہ سے فارغ ہونے والے حفاظ کے سروں پر دستار بھی باندھی گئی۔

ہر سال کی طرح امسال بھی تحریک دعوت انسانیت کے

زیر اہتمام شائع والی درج ذیل کتابوں کی رسم اجرا علما و مشائخ کے مبارک ہاتھوں سے عمل میں آئی:

(1)- شرعی مجالس اردو اشاعت دوم (از حضرت علامہ مفتی محمد انفاس الحسن چشتی مدظلہ)(2)- شرعی مجالس ہندی (از حضرت علامہ مفتی محمد انفاس الحسن چشتی مدظلہ) (3)- فقہی قواعد جلد اول ترجمہ الاشباہ والنظائر فن اول، مترجم: مفتی غلام محبوب سبحانی چشتی ازہری (4)- جہان رفیق العلما۔ (''رفیق العلما سیمینار'' کے مقالات کا مجموعہ، مرتبہ: مفتی محمد ساجد رضا مصباحی)(5)- قرآنی قاعدہ ، اشاعت دوم ،(از :مفتی غلام محبوب سبحانی چشتی ازہری)

تحریک دعوت انسانیت کی جانب سے ہر سال کسی جلیل القدر عالم دین کو ان کی دینی، علمی اور تصنیفی وتدریسی خدمات کے اعتراف میں ایوراڈ پیش کیا جاتا ہے ،اکتالیسویں عرس رفیقی کے موقع پر جماعت اہل سنت کے بزرگ عالم دین مبلغ اسلام حضرت علامہ عبد المبین نعمانی مصباحی بانی ومہتمم دار العلوم قادریہ چریاکوٹ مئو ورکن المجمع الاسلامی ملت نگر مبارک پور کو ان کی گراں قدر دینی، علمی، تبلیغی اور تصنیفی خدمات کے اعتراف میں **''اہل بیت رسول اللہ ﷺ''** ایوارڈ اور سپاس نامہ پیش کیا گیا۔

شب کے اجلاس عام کے اخیر میں مسائل شرعیہ کا پروگرام منعقد ہوا جس میں سامعین کے فقہی و شرعی سوالات کے جوابات حضرت علامہ مفتی محمد انفاس الحسن چشتی نے دیے۔

پروگرام میں آستانۂ عالیہ صدیہ پھپھوند شریف کے مخدومین میں صاحب سجادہ شیخ طریقت حضرت علامہ شاہ سید اختر میاں چشتی قبلہ، حضرت علامہ سید اظہر میاں چشتی قبلہ، حضرت علامہ سید مظہر میاں چشتی قبلہ، حضرت حافظ و قاری سید منظر میاں چشتی قبلہ، حضرت علامہ سید مظفر میاں چشتی قبلہ، حضرت علامہ سید نواز اختر چشتی قبلہ نے خاص طور پر شرکت فرمائی۔ ان شہزادگان والا تبار کے علاوہ حضرت علامہ مفتی راحمت اللہ قادری بلرام پوری، حضرت علامہ عبد المبین نعمانی مصباحی وغیرہ اکابر علما نے شرکت فرمائی۔

18 ربیع الاول شریف کو بعد نماز فجر موے مبارک شریف اور دیگر تبرکات کی زیارت کرائی گئی، صبح آٹھ بجے قل کی محفل کا آغاز ہوا، شعرا نے منظوم خراج عقیدت پیش کیا، شہزادگان گرامی وقار حضرت مولانا عبید الحسن چشتی (سچے میاں) اور حافظ اسید الحسن چشتی (بلال میاں) نے مختصر خطاب کیا، پھر اخیر میں صاحب سجادہ حضرت مفتی محمد انفاس الحسن چشتی دام ظلہ نے نصیحتوں سے لبریز الوداعی خطاب فرمایا، قل خوانی ہوئی اور دو روزہ عرس رفیقی بحسن وخوبی اختتام پذیر ہوا۔

پروگرام کے اہتمام وانصرام اور نظم نسق وچست ودرست رکھنے میں حضرت مولانا عبید الحسن چشتی (سچے میاں)، حضرت حافظ اسید الحسن چشتی (بلال میاں) حضرت مفتی غلام محبوب سبحانی چشتی ازہری کی خصوصی کوششیں شامل رہیں، تحریک دعوت انسانیت کے تمام ارکان وممبران، خصوصاً جامعہ معلم کائنات کے اساتذہ حضرت مفتی آفتاب عالم چشتی، حضرت مولانا شمس الحق چشتی، حضرت مفتی عبد الواحد مصباحی، حضرت مولانا محمد سیف مصباحی، حضرت عبد الوکیل نظامی، مولانا نور محمد چشتی وغیرہ کی کوششیں بھی شامل رہیں۔

رپورٹ: شعبۂ نشر واشاعت تحریک دعوت انسانیت ڈیرہ پور کان پور دیہات۔

وضاحت وتردید

ماہ نامہ ''اشرفیہ'' شمارہ اکتوبر 2026ء میں سید سیف الدین اصدق کے مضمون ''حکومتی مظالم اور ہماری مجرمانہ خاموشی'' کے تحت مضمون نگار کی ایک عبارت شائع ہوئی جس میں ایران کے سپریم لیڈر خامنہ کی موت کو لفظ ''شہادت'' سے تعبیر کیا گیا۔

اہلِ سنت وجماعت کے مسلمہ عقائد اور فقہی اصولوں کی رو سے کسی غیر سنی پر اس اصطلاح کا اطلاق درست نہیں۔ یہ تسامح پروف ریڈر کی چوک کے سبب در آیا، یہ ہمارا ادارتی یا مسلکی موقف نہیں بلکہ غیر ارادی اشاعتی غلطی ہے۔ قارئین اس کی تصحیح فرمالیں۔ **(مہتاب پیامی)**

R.N.I. No. 29292/76
Regd. No. AZM/N.P.28 2026-28

THE ASHRAFIA MONTHLY

Mubarakpur Azamgarh (U.P.) 276404 (INDIA)
(Mob. No.) 9450109981 (Mumbai Office) 022-23726122
www.aljamiatulashrafia.org
Email: info@aljamiatulashrafia.org

NOV 2026

